

وَرَبِّهِ الْقُرْآنَ تَرْبِيَةً

(سورہ نزل عا پارہ ۱۲)

الحمد للہ واللہ کہ علامہ سلیمان حمزوری کی تصنیف تحفہ الاطفال

کی شرح

# مفتاح الکمال

(بہت سے علمی فوائد پر مشتمل ہو کر پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہی ہے جو علم کے قدر دانوں اور فن کے شائقین و طلباء کیلئے بیش بہا نعمت ہے)

مؤلفہ

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی، بظاہر عالی حال مقیم سکا پور سندھ

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

## میر محمد کتر خانہ

آرام باغ کراچی



## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

**PDF** کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

وَرَزَّلَ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

(سورہ نزل ۱۰ پارہ ۱۷)

الحمد للہ والہ کہ علامہ سلیمان جزوری کی تصنیف تحفہ الاطفال

کی مشرح

# مفتاح الکمال

(بہت سے علمی فائدہ پر مشتمل ہو کر پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہی ہے)  
جو علم کے قدر دانوں اور فن کے شائقین و طلباء کیلئے بیش بہا نعمت ہے)

مؤلفہ

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی، نظارہ المعالیٰ مال مقیم سکسٹھ پور سندھ

## میر محمد کتب خانہ

آرام باغ کراچی





www.KitaboSunnat.com

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱	خطبہ اور دریاچہ	۸
۲	احکام النون الساکنۃ والتزین	۱۵
۳	پہلا حکم خلقی حرورت سے پہلے نون ساکن اور نون تیز کا اظہار	۱۷
۴	دوسرا حکم مبدی ملوک کے چھ حرورت میں نون ساکن و نون تیز کا ادغام	۲۰
۵	نون ساکن اور تیز کا تیسرا حکم یعنی انقلاب	۲۸
۶	نون ساکن اور تیز کا چوتھا حکم یعنی اخفا	۳۱
۷	حُکْمُ الْيَمِيمِ وَالنُّونِ الْمُسْتَدَ ثَنِي	۳۷
۸	أَحْكَامُ الْيَمِيمِ السَّارِكَةِ	۳۹
۹	پہلا حکم اخفا	۴۳
۱۰	دوسرا حکم ادغام	۴۴
۱۱	تیسرا حکم اظہار	۴۵
۱۲	تنبیہ	۴۶
۱۳	حُکْمُ لَامِ آلٍ وَلَامِ الْفِعْلِ	۴۷
۱۴	آل تعریضی کا پہلا حکم اظہار	۴۸
۱۵	آل تعریضی کا دوسرا حکم ادغام	۵۰
۱۶	نفل کے لام کا حکم	۵۳
۱۷	فِي الْمُثَلِّينَ وَالْمُتَقَارِبِينَ وَالْمُتَجَانِسِينَ	۵۴
۱۸	اقسام المد	۶۱
۱۹	ضروری تنبیہ	۶۲

نمبر شمارہ	مضامین	نمبر صفحہ
۲۰	مدکی دوتیس اعلیٰ اور طبیعی - مدکی تعریف	۹۲
۲۱	مدفرعی کی تعریف اور مد کے سبب کا بیان	۹۵
۲۲	مدکی شرط یا اس کے موجب کا بیان	۹۹
۲۳	ان تینوں داو - الف اور یا کے مد ہونے کی شرط	۹۷
۲۴	داو اور یا کے لین ہونے کی شرط	۹۷
۲۵	اَلْمَحْكَمُ الْمَدَّ	۷۰
۲۶	مد واجب اور مد متصل	۷۱
۲۷	مد منفصل	۷۳
۲۸	مد عارضی وقفی اور جائز ادغامی	۷۳
۲۹	مد بدل	۷۹
۳۰	مد لازم	۷۸
۳۱	اَلْمَقْسَامُ الْمَدِّ الْمَلْزَمِ	۸۰
۳۲	مد لازم کلمی کی تعریف	۸۱
۳۳	مد لازم حرفی کی تعریف	۸۲
۳۴	مشکل اور محففت کی تعریف	۸۷
۳۵	ان مقطعات کا حکم جو دو حرفی ہیں -	۸۹
۳۶	تصویر کا خاتمہ	۹۰
۳۷	فائدہ ۱	۹۵
۳۸	فائدہ ۲	۹۸
۳۹	فائدہ ۳	۹۸
۴۰	فائدہ ۴	۱۰۲
۴۱	تجوید کے وہ میوے جن سے برہیز کرنا لازم ضروری ہے -	۱۰۲

# شرح تحفۃ الاطفال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی وَ مَسْلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ  
تحفۃ الاطفال علامہ سلیمان جبروری کا قصیدہ ہے جو کل اکٹھ اشعار پر مشتمل ہے  
اس میں موصوف نے پانچ چیزیں بیان فرمائی ہیں جن کی ضرورت قرآن پڑھنے والوں کو  
تقریباً ہر آیت اور ہر سطر اور ہر کلمہ میں پیش آتی ہے اور جن سے تلاوت میں حسن پیدا  
ہوتا ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں ۱۔ نون ساکن اور تنوین کے چاروں احکام ۲۔ نون اور  
میم مشدد کا حکم ۳۔ میم ساکن کے احکام ۴۔ ادغام کے قواعد ۵۔ مد کے احکام  
اور اس کی قسمیں۔ اس لئے جی چاہا کہ اس کی بھی ایک مختصر سی شرح قرآن پاک کے  
طلباء کے لئے لکھ دی جائے اور گو اس بارہ میں بے شمار رسالے چھوٹے اور بڑے  
لکھے جا چکے ہیں لیکن میرے پیش نظر جو ناٹھ مہینے وہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ من حفاظ  
کی عربی استعداد میں اضافہ اور کمال پیدا ہو جو درس نظامی کی تعلیم پارہے ہیں آج کل  
عموماً دیکھا جاتا ہے کہ طلباء درسیات سے فارغ ہو جاتے ہیں لیکن بہت سوں کی استعداد  
اتنی بھی نہیں ہوتی کہ وہ قرآن پاک کے جملوں کی نحوی ترکیب ہی بتا سکیں اس لئے

میرے ناقص خیال میں یہ تدبیر آئی ہے کہ عربی کے طلباء میں سے جو حافظ ہیں ان کو تجوید اور قراءۃ کے چند قصیدہ یاد کرا دئے جائیں اور ترجمہ ایسا کرایا جائے جس سے ترکیب بھی نکل آئے اگر مدارس میں اس پر عمل کیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ میری یہ امید ضرور پوری ہوگی اور طلباء کی عربیت میں نمایاں ترقی ہوتی ہوئی نظر آئے گی اس مختصر معروض کے بعد حق تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مقصد کو شروع کرتا ہوں۔

آپ کا اسم گرامی سلیمان ہے اور والد کا نام حسین بن محمد بن ناظم کا مختصر تعارف: شلبی ہے اور عربی آفندی ہے مذہب کی رو سے شافعی اور طریق کے اعتبار سے شاذلی ہیں اور مشہر طنڈتائی کے رہنے والے ہیں پھر ان کے صاحبزادہ سلیمان نے جو نظم کے مصنف ہیں جزیر کی سکونت اختیار کر لی تھی جو عہد انوار شمرانی کے قول پر منوفیہ کی ولایت کا ایک مشہور شہر ہے نیز ان کی تحقیق یہ ہے کہ خود حسین بن محمد کا بھی یہی وطن تھا۔ ناظم فرماتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بے مددہر بان نہایت رحم والا ہے۔  
 شوق: یعنی میں برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی نظم کو اس مبارک جملے سے شروع کرتا ہوں شروع میں بسم اللہ اور حمد اس لئے لکھے ہیں کہ قرآن مجید کی بھی موافقت ہو جائے اور لفظ دونوں سے ابتدا کرنے کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں اور مشہور ہیں ان پر بھی عمل ہو جائے اور چونکہ بسم اللہ کو نثر ہی کی شکل میں لانا اولیٰ ہے اس لئے شافعی حاکم



طرح مصنف نے بسم اللہ کو منظوم نہیں کیا۔

فائدہ: (۱) اللہ عَلم ہے اس ذات کا جو عقلی دلیل کی رو سے بھی واجب الوجود ہے اور ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے اور رَحْمَن اور رَحِیم دونوں صفت مشبہ ہیں اور مبالغہ کے معینہ ہیں اور رحمت سے بنے ہیں جس کے معنی ہیں حق تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کیلئے نزی اور ہر بانی کے برتاؤ کا ظہور میں آنا اور چونکہ رَحْمَن بے شمار رحمت والے کے معنی میں ہے اس بناء پر کہ لفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی کو ظاہر کرتی ہے جیسے قطع اور قطع میں ہے اس لئے رَحْمَن پہلے آیا ہے اور اسی لئے علماء کی ایک جماعت نے یہ معنی بتائے ہیں کہ رَحْمَن بڑی بڑی نعمتیں عطا کرنے والا اور رَحِیم چھوٹی نعمتیں دینے والا اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ رَحْمَن رحمت والا یا وہ جس کی رحمت آسمان و زمین۔ عرش و کرسی سے اور ہر چیز سے بڑھی ہوئی ہے اور رَحِیم رَاحِم کے معنی میں ہے یعنی ایسی ہر بانی کرنے والا جو مومنین کے ساتھ خاص ہے اور چونکہ رَحْمَن بے شمار رحمت والے کے معنی میں ہے اس لئے حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رَحْمَن کہنا اور یہ نام کسی دوسرے کیلئے مقرر کرنا درست نہیں اور بسم اللہ میں رحمت کی دونوں صفتوں کا جمع کرنا یا تو محض تاکید کے لئے ہے یا یہ بتانے کے لئے کہ یہ رَحْمَن اور رَحِیم دونوں اکٹھے آج تک حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے استعمال نہیں کئے گئے گواہی الگ استعمال میں آئے ہیں چنانچہ میلہ کذاب کے ماننے والے محض ضد اور عناد سے اس کو رَحْمَن کہتے تھے اور رَحِیم ایسی صفت ہے جس کا اطلاق مخلوق پر بھی ہوتا ہے چنانچہ سورہ توبہ کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں بھی آتا ہے۔

اس میں پانچ  
شعریں:

## خطبہ اور دیباچہ

۱- يَقُولُ رَاجِي رَحْمَةِ الْعَفْوِ دَوْمًا سَلِيمًا هُوَ الْجَزُورِي

۲- الْحَمْدُ لِلَّهِ مُصَلِّيًا عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَمَنْ تَلَا

ترجمہ مل: ہمیشہ (اور ہر زمانہ میں) بہت بخشنے والے (پروردگار) کی  
رحمت کا امیدوار سلیمان کہتا ہے (اور) وہ جزور کار بننے والا ہے (اور کہتا ہے  
کہ) عذاب تعزینیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں حالانکہ میں درود (اور سلام) بھیجنے والا  
(رحمت کی دعا کرنے والا) ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ ان کی آل پر اور ان  
پر جنہوں نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) پیروی کی ہے۔

فائدہ (۱) رَاجِي - لَاحِظْہ سے ہے جو اس کے معنی میں ہے یعنی دل میں کسی  
پسندیدہ چیز کے دستر آبلے کی خواہش پیدا ہوتا بشرطیکہ اس کے حاصل ہونے  
کے اسباب بھی اختیار کئے جائیں اور کوشش بھی کی جائے اور جو خواہش کوشش  
اور محنت کے بغیر ہو اس کا نام بیہودہ آرزو ہے اور رَاجَا جو ہمزہ کے بغیر اور قعر سے  
ہے وہ کنویر کے کناروں کے معنی میں ہے (۲) رَحْمَتٌ دل کی وہ نرمی جس سے یہ  
تعاضا پیدا ہوتا ہے کہ جس پر رحم آیا ہے اس کے ساتھ ہر بانی اور احسان کا برتاؤ  
کیا جائے اور جب اس کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو چونکہ وہ متاثر ہونے

اور اثر قبول کرنے سے پاک اور برتر ہیں۔ اس لئے اگر اس کو فعلی صفت قرار دیں تب تو اس سے فضل اور احسان کرنے کے معنی لئے جاتے ہیں اور اگر ذاتی صفت مانیں تو احسان کا ارادہ کرنے کے معنی لیتے ہیں اور اگر کراچی میں یا نہ ہوتی تو اس کو توہین سے پڑھ کر مغولیت کی بناء پر رَحْمَت کی تا کو نصب سے پڑھتے (۳) الْقَفُورُ مَبَالُغُ کَا مِیْنِہِ ہے اور یہ مغفرت سے ہے اور وہ غُفْر سے ہے جو ایک ایسی بوٹی ہے کہ جب اس کو کسی زخم پر لگاتے ہیں تو وہ فوراً اچھا ہو جاتا ہے اور مناسبت یہ ہے کہ جس طرح بوٹی بدنوں کے زخموں کو صحیح اور تندرست کر دیتی ہے اسی طرح مغفرت گناہوں کے زخموں کو بھر دیتی اور درست کر دیتی ہے یا اس مغفرت سے ہے جو لوہے کی زرہ کے اس زائد حصہ کے معنی میں ہے جس کو جنگ کے وقت سر پر رکھ لیتے ہیں جو ٹوپی یا اور ذہنی کی طرح ہوتا ہے یا اس غفر سے ہے جو چھپانے اور گرفت نہ کرنے کے معنی میں ہے۔ (۴) دَوْمًا اِیْ دَا اِیْمًا اور اس کا نصب یا تو حال ہونے کی بناء پر ہے یا یَقُولُ کا ظرف زمان ہونے کی بناء پر اور یہی قوی تر ہے (۵) یَقُولُ کَا مَقُولِ الحمد للہ سے لظہم کے آخر تک کے تمام اشعار ہیں اگر خطبہ ابتدائی ہے تب تو یَقُولُ اپنے معنی میں ہوگا اور اگر الحاقی ہے تو اس کو قُلَّ کے معنی میں کہیں گے (۶) حَمْدُ کَسِی کی اس اختیاری خوبی پر تعریف کرنا جو اس میں جہتی اور پیدائشی نہ ہو پس ذیل کی دونوں تعریفوں کو حمود سے تعبیر کر سکتے ہیں ۷ حق تعالیٰ کی تعریف جو ان کی صفات پر کی جاتی ہے ۸ انسانوں کی وہ تعریف جو ان کی اختیاری صفات پر ہوتی ہے

جن کو وہ اپنے ارادے سے حاصل کرتے ہیں ری انسان کی وہ تعریف جو اس کے حسن پر کی جائے جو اس کو حمد کے بجائے مدح کہتے ہیں کیونکہ یہ خوبی اس کی پیدائشی اور طبعی ہے جس میں اختیار اور ارادہ کو دخل نہیں اور جملہ الحمد للہ کا حاصل یہ ہے کہ حقیقت کی رو سے ہر تعریف حق تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے جس میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں گو مجازاً اس کی نسبت دوسروں کی طرف بھی کی جاتی ہے (۷)، ناظم بسم اللہ اور حمد کو بلا فاصلہ نہیں لائے بلکہ دونوں کے درمیان اپنا نام اور پتہ تاکر ان میں جدائی کر دی تاکہ یہ تردد و شروع ہی سے رفع ہو جائے کہ یہ نظم کس کی تصنیف ہے نیز بہ تصنیف اعتماد کے لائق بھی بن جائے کیونکہ یہ منقول ہے جس کو مصنف نے اپنے شیخ میہی سے نقل کیا ہے (۸) مُصَلِّيًا یا تو حال مستظر ہے اگر فلسفی تہمت سے کام لیتے ہوئے یہ کہیں کہ حمد اور درود دونوں کا زمانہ بالکل ایک نہیں ہے یا مقارنہ ہے اگر عرف پر عمل کرتے ہوئے دونوں کے زمانہ کو ایک ہی مان لیں کیونکہ دونوں متصل ہیں (۹) انا دینیہ مولانا محمد اسماعیل صاحب آئندی شکار فوری، باقی اس کی تحقیق کسی نحو کے ماہر شیخ سے کر لیں (۹) صلوة و سلام کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کی تحقیق جزی کی شرح میں ہدیہ ناظرین ہوگی یہاں اختصار پیش نظر ہے (۱۰) آل یہاں اس سے مراد ہر وہ مومن ہے جو پرہیزگار اور احکام کا تابع ہو اور یہ اس لئے ہے کہ صلوة صحابہ کو بھی شامل ہو جائے۔

۳۔ وَبَعْدُ هَذَا النَّظْمُ لِلْمُرِيدِ فِي التَّوْبِ وَالتَّوْبِ وَالْمَدْحِ

ترجمہ: اور بسم اللہ اور تعریف اور درود کے) بعد یہ نظم (تجوید کے علم کا) ارادہ کرنے والے (اور اس کے طالب) کے لئے ہے (اور یہ) نون (ساکن) اور تونین (کے) اور مدوں (کے احکام) میں ہے۔

فائدہ (۱) هَذَا النَّظْمُ اِیْ فَهَذَا النَّظْمُ پس وزن کے سبب فا کو حذف کر دیا (۲) نَظْمٌ چیزوں کا جمع کرنا اور یہ مصدر ہے جو مفعول کے معنی میں ہے اور هَذَا اِذْ رَہْمٌ خُتْبٌ الْاَمِیْرُ دُرُودٌ نَسْجُ الْیَمَنِ بھی اسی قبیل سے ہے یا مصدر ہی ہے جس کو مبالغہ کیلئے استعمال کیا گیا ہے اور اصطلاح کی رو سے نظم اس کلام کا نام ہے جو عرب کے وزنوں کے موافق موزون ہو اور جس میں ارادہ قافیہ کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو (۳) تونین آواز دینا چنانچہ تَوْنٌ الطَّائِرُ کے معنی یہ لیتے ہیں کہ پرند نے آواز نکالی اور اصطلاح کی رو سے تونین اس نون ساکن کا نام ہے جو اصلی حرکت سے زائد ہو اور پڑھنے میں آئے اور لکھنے میں نہ آئے نیز وصل میں ثابت رہے اور وقف میں یا تو حذف ہو جائے یا بدل جائے اور یہ اسم کے آخر ہی میں آتا ہے اور کتابت میں اس کے بجائے حرکت کو دوبار لکھ دیتے ہیں اور نون ساکن وہ نون ہے جو پڑھنے میں بھی آتا ہے اور لکھنے میں بھی اور وصل میں بھی رہتا ہے اور وقف میں بھی اور اسم اور فعل اور حرف تینوں کے درمیان بھی ہوتا ہے اور آخر میں بھی (۴) مَدُّوْ - مَدُّ کی جمع ہے اور یہاں اس سے مراد مد فرعی ہے جو سبب یعنی ہمزہ اور ساکن کے آنے سے ہوتا ہے مد اصلی مراد نہیں جو حرف مد

میں ہر وقت پایا جاتا ہے اور مد کی دس قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: حجر - عدل - یکنین  
وصل - فصل - روم - بدل - قاریق - مبالغہ - تعظیم -

۴- مَمْتَنَةٌ بِتَحْفَةِ الْأَطْفَالِ عَنْ شَيْخِنَا الْمُبْتَغَى ذِي الْكُنَالِ

ترجمہ: میں نے اس (نظم) کا نام تحفۃ الاطفال رکھ دیا ہے (یعنی نابالغ بچوں  
کے لئے یا فن کے شروع کرنے والوں کے لئے گو وہ جوان اور بوڑھے ہی کیوں نہ ہوں  
عمدہ اور پسندیدہ چیز ہے پہلی صورت میں نظم کا یہ نام تواضع اور عاجزی کی بناء پر  
ہے کیونکہ اس کا نفع چھوٹے بچوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے اور دوسری تفسیر  
پر طلباء کو بچے کہنا اس اعتبار سے ہو گا کہ انھوں نے فنی کو ابھی شروع کیا ہے)  
حالانکہ (یہ نظم) ہمارے (مشہور و معروف) استاد (نور الدین علی بن عمر بن  
احمد بن عمر بن ناجی بن قیس) سے (منقول) ہے (یا میں اس کو اپنے شیخ سے  
نقل کرنے والا ہوں) جو میکے رہنے والے ہیں (اور جو ذات اور صفات میں  
اور ظاہری اور باطنی احوال میں) کمال والے ہیں -

فائدہ: (۱) با جا رہ زائد ہے کیونکہ تحفۃ الاطفال فعل کا دوسرا منقول ہے  
(۲) شیخ میمھی سے منقول ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس نظم کا پیام انھی نے تجویز  
کیا ہے یا اس کے احکام انھی سے حاصل کئے گئے ہیں یا نام اور احکام دونوں  
انھی کی جانب سے ہیں (۳) یہ منونہ کی دلالت میں ایک شہر ہے جو شیبین الکوم  
کے قریب ہے آپ دہاں ۳۹ھ میں پیدا ہوئے اور عرصہ تک جامع ازہر میں



علوم حاصل کرتے رہے پھر یہاں سے طنظہ تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک جامع احمدی میں علم کی خدمت میں مصروف رہے اور طلباء کو تجوید و قرآت اور ان کے ہوا دوسرے علوم کی تعلیم دیتے رہے۔ نظم کے عربی شارح محمد سیہی شافعی احمدی فرماتے ہیں اگر درازی کا اور طلباء کے اکٹھا جلنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو یہ شرح شیخ نور الدین علی کے اوصاف سے پر نظر آتی۔ (۴) شارح اپنے کسی شیخ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کمال اس کا نام ہے کہ انسان ظاہری صورت اور باطنی اخلاق و احوال میں اور خالق و مخلوق دونوں کے معاملہ میں بالکل درست اور مکمل ہو۔

۵۔ اَرْجُوْهُ اِنْ يَنْفَخَ الطُّلُوبُ وَالْاَجْرُ وَالْقَبُولُ وَالشُّوَابَا

ترجمہ: میں (حق تعالیٰ سے) امید رکھتا ہوں کہ وہ اس (نظم) سے طلباء کو نفع دے اور اجر اور ثواب (کی یعنی بدلہ دینے کی) اور قبول کر لینے کی (بھی) اسی سے امید رکھتا ہوں یعنی مجھے امید ہے کہ میری اس نظم سے حق تعالیٰ طلباء کو بھی نفع دیں گے اور وہ اس کے ذریعہ ان کی توفیق سے قرآن مجید کو صحیح اور درست اور عمدگی سے پڑھنے میں بھی کامیاب ہوں گے اور مجھے اس پر ثواب اور انعام بھی عطا فرمائیں گے اور مجھے یا اس نظم کو یا دونوں کو اور اس کے پڑھنے والوں کو اپنا مقبول بھی بنائیں گے)

فائدہ: (۱) نفع کسی چیز میں حق تعالیٰ کی جانب کی بھلائی کا پایا جانا یا وہ چیز جس کے ذریعہ بھلائی تک پہنچنے پر مدد ملے (۲) طُلاَب طالب کی جمع ہے

جس کے معنی ہیں وہ شخص جو کسی چیز کے حاصل کرنے میں پوری کوشش اور اہتمام کے ساتھ مصروف ہو اور طلباء کی تین قسمیں ہیں علم بتدی جو مسئلہ کی صورت نہ بنائے ۱۲ مہنتی جو صورت بنانے اور اس کے سمجھانے پر قادر ہو ۱۳ متوسط جس نے اتنا علم حاصل کر لیا ہو جس سے اس کو باقی حصہ کے حاصل کرنے اور سمجھنے کی بھی استعداد ہو جیسے ۱۴ اور شعر ۱۵ میں جو لُلمُرید ہے اس سے یہی متوسط مراد ہے اور شارح کے استاد شیخ حنفی کی رائے پر طَلَّاب طَلَّاب کی جمع ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی ان طلباء کو خوب نفع دے جو بہ نسبت دوسری نظموں کے اس کو زیادہ کوشش اور شوق سے حاصل کریں کیونکہ اس میں فوائد بہت ہیں اور اشعار نہایت کم ہیں کہ کل اکٹھے ہیں (۳) نفع کی اسناد نظم کی طرف مجازی ہے اَنْبَتَ الرَّيِّحُ الْبَقْلُ کی طرح اور علاقہ یہ ہے کہ نظم نفع کا اور ربیع گھاس کے اُگنے کا سبب ہے ورنہ حقیقت میں تو نفع وینے والے اور اُگلنے والے خود حق تعالیٰ ہیں۔ (۴) رَبِّهِ اَنْ يَنْفَعَ کے متعلق ہے گودرن کے سبب اس پر نفع ہے (۵) اَجْرًا بَدُو کو وہ نفع پہنچانا جو اس کے عمل کے بدلے میں ہو اور یہ اَنْ يَنْفَعَ پر معطوف ہے اور اس میں صریح مصدر کا عطف تاویلی مصدر پر ہے (۶) قَبُولِ دَعَا مانگنے والے کی دعا پر اس کے پسندیدہ مقصد کا مرتب اور پورا کر دینا مثلاً فرمانبرداری پر ثواب مل جائے یا جس چیز کے لئے دعا کی ہو وہ یہ ستر آجائے (۷) وَالتَّوَابَا میں الف اطلاق یہ ہے جو شعر کے آخری حرف کے کھینچنے کے لئے آتا ہے۔

اور ثواب اعمال کے بدلے کی اس مقدار کا نام ہے جس کو حق تعالیٰ عوض فضل و کرم سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں دیدیتے ہیں، اور اجر بھی بدلے ہی کا نام ہے پس ثواب کا اجر پر عطف عطف تفسیری کے قبیل سے ہے کیونکہ معلومین متعدّد میں شہاب شفا کی شرح میں کہتے ہیں کہ اجر اور ثواب دونوں ہم معنی ہیں اور بعض یہ فرق کرتے ہیں کہ اجر وہ ہے جو عمل کے عوض میں ہو اور ثواب وہ ہے جو حق تعالیٰ کی جانب سے محض فضل و احسان کی بنا پر عطا ہو اور ہر ایک دوسرے کے معنی میں بھی آجاتا ہے ماحصل یہ کہ مصنف نے اپنی نظم پر دونوں جہاں کے نفع کی درخواست کی ہے کہ دنیا میں اس کو پڑھا جائے اور قبول ہو اور آخرت میں اس پر اجر ملے۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ ثواب کی نیت سے بھی عمل کرنا درست ہے گو کامل ترین درجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی خوشنودی ہی کی نیت ہو۔ اب مقصد کو شریعت کرتے ہیں۔

## أَحْكَامُ النَّوْنِ السَّاكِنَةِ وَالتَّوْنِ

اس میں  
گیارہ شعر  
ہیں  
یہ نون ساکن اور نون تنوین کے قواعد ہیں

اور احکام کو جمع اس لئے لائے ہیں کہ وہ چار ہیں۔

۴۔ لِلنَّوْنِ اِنْ سَاكَنَ وَ لِلتَّوْنِ اَزْلَعُ اَحْكَامُ فَخُذْ تَبْيِيحِي

ترجمہ: نون کے لئے اگر وہ ساکن ہو (حرکت والا نہ ہو) اور تنوین کیلئے

(یعنی نون ساکن اور نون تنوین دونوں کے) چار حکم ہیں پس تو میرے (اس) بیان (کو اور احکام کی تفصیل و تشریح) کو لیلے (یعنی ماصل کر لے اور سیکھ لے جو اگلے دن شعروں میں آ رہا ہے۔ اس بیان سے ان چاروں حکموں کا پتہ چل جائے گا کہ وہ اظہار و ادغام و اتلاب و اخفاء ہیں)

شرح: نون ساکن اور نون تنوین کے چار حکم ہیں اور تنوین ہمیشہ ساکن ہی ہوتا ہے اور یہ چار حکم اکثر کی رائے پر ہیں اور بعض کے قول پر پانچ ہیں وہ ادغام مع الغد اند بلا غنہ کو دو جدا جدا تہیں گنتے ہیں اور بعض کے قول پر تین ہی حکم ہیں وہ اتلاب کو اخفاء ہی میں شامل کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اخفاء دو طرح ہوتا ہے یعنی اخفاء مع القلب جو ا کے آنے سے ہوتا ہے اور اخفاء بلا قلب جو ان پسندہ حروف کے آنے سے ہوتا ہے جو حلقی اور یو مَلُون اور ا کے علاوہ ہیں۔

فائدہ: (۱) لام ثَابِتَةٌ مقدر کے متعلق ہے جو اَزْلَع کی خبر ہے (۲) اَزْلَعُ میں معدود کے مذکور ہونے کے باوجود ا کا ترک شعری ضرورت کی بناء پر ہے (۳) اَخْذ کے معنی ہیں کسی چیز کو لے لینا جس کے لئے تعلق لازم ہے اور یہاں وہی مراد ہے پس خُذْ مجاز مرسل کے طور پر قُلْتُ اور تَعَلَّمْ کے معنی میں ہے اور علاقہ یہ ہے کہ لیلے جو خُذْ کے معنی ہیں وہ تعلق کا ملزوم ہے پس ملزومیت کے علاقہ سے اس کو تَعَلَّمْ کے معنی میں لیا ہے۔

## پہلا حکم حلقی حروف سے پہلے نون ساکن و تنوین کا اظہار

۴۔ قَالَاوَلَّ اِلَّا كَلِمًا رَّقِبَلِ الْاَحْرَفِ فَلْتَحْرِثْ

لِلْعَلَقِ سِتُّ رَّتَبَتْ فَلْتَحْرِثْ

ترجمہ: پس (چار میں سے) پہلا (حکم نون ساکن اور نون تنوین کا) اظہار سے پڑھنا ہے ان حروف سے پہلے جو حلق کے لئے (مقرر) ہیں (اور وہ حروف ایسے) چھ ہیں (جو شعر ۵ میں غارج کے حساب سے) ترتیب وار بیان کئے گئے ہیں پس مناسب ہے کہ (وہ حروف آئندہ شعر سے) معلوم کر لئے جائیں (یا مناسب یہ ہے کہ ان حروف کو معلوم کر لے)

۵۔ هَمْزُ فَعَاءٍ نَّمَّ عَيْنٌ حَاءٌ مُّهِمْلَتَانِ شَمَّ عَيْنٌ حَاءٌ

ترجمہ: وہ (چھ حروف) ہمزہ ہے پھر حاء ہے پھر (وہ) عین (اور) حاء ہے جو بے نقطہ کئے گئے ہیں پھر غین (اور) حاء ہے۔

شرح: یعنی نون ساکن اور تنوین کا پہلا حکم اظہار ہے جس کے معنی ہیں حرف کا اس کے غرج سے تمام صفات سمیت غنک کے بغیر ادا کرنا اور یہ حلقی حروف سے پہلے ہوتا ہے جو چھ ہیں ہمزہ، حاء، علق کے آخر سے جو سینہ کی طرف ہے اور بے نقطہ والے عین اور حاء حلق کے بیچ سے اور غین اور فاء حلق کے شروع سے جو منہ کی طرف ہے۔ ان حروف سے پہلے اظہار اس لئے ہوتا ہے کہ نون

کا مخرج ان کے مخرج سے دور ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں نونوں کو ان حروف سے جدا رکھا جائے کیونکہ ان میں اتصال نہیں ہے تاکہ ادغام کیا جائے نیز نون بن مذلقہ حروف میں سے ہے جو آسانی سے ادا ہو جاتے ہیں اور حلقی حروف کے ادا کرنے میں بہ نسبت دوسرے حروف کے قدرے دقت پیش آتی ہے اس لئے دونوں نونوں میں اور ان حروف میں جدائی ہے جس کے پیش نظر ادغام اور اخفاء بہتر نہیں تھا اس لئے اظہار کو اختیار کیا جو اصل ہے اور ابو جعفر غنی اور خام سے پہلے بھی اخفاء ہی کرتے ہیں کیونکہ ان کا مخرج تاف کے مخرج سے قریب ہے اور وہ اخفاء کا حرف ہے پس ان کی قراۃ میں اظہار کے حروف فقط چار ہیں یعنی ہمزہ - ہا - عین - نون۔

فائدہ: (۱) نون ساکن تو ان حروف کے ساتھ ایک کلمہ میں بھی جمع ہوتا ہے اور دو کلموں میں بھی اور تنزین اور یہ حروف دو ہی کلموں میں جمع ہوتے ہیں اس لئے نون ساکن کی مثالیں بارہ اور تنزین کی چھ ہو کر کل مثالیں اٹھارہ ہو جاتی ہیں پس پچھ حروف میں سے ہر ایک کی تین تین مثالیں ہیں دو نون ساکن کے ساتھ اور ایک تنزین کے ساتھ جیسے وَيُنَوِّنَ (ادغام ۲) اور نون ساکن کے بعد ایک کلمہ میں ہمزہ مرت اسی ایک جگہ آیا ہے) مَنْ اٰمَنَ - وَحَسْبُ الْاَفَا (ورش کے سوا اوروں کی قراۃ بد کیونکہ ورش ان دونوں میں نقل کرتے ہیں اور نون کو حرکت دیدیتے ہیں) مَنْ هَاجَرَ - جُرِبَ هَاجِرَ - اَلْعَمَلُ - مَنْ عَلِمَ - حَقِيقٌ عَلَى - وَتَجْتَنُونَ - مَنْ حَادَّ اللهَ -



عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ فَسَيَنْخَضُونَ «سراٹ» اور ایک کلمہ میں نون ساکن کے بعد نین صرٹ  
 (اسی جگہ آیا ہے) مِنْ غِلٍّ جَلِيماً غَنُوراً۔ وَالْمُخَنَّفَةُ (مائدہ غ) (اور ایک کلمہ  
 میں نون ساکن کے بعد غا صرٹ اسی جگہ آئی ہے) وَلَمِنْ خَفَاتٍ يَوْمَئِذٍ خَارِشَعَةٌ  
 (۲) گو بیویہ اور شاہی رحمہما اللہ کی رائے پر الف بھی حلقی ہے اور طق کے آخر  
 یعنی ہمزہ کے فخرج سے نکلے اس بناء پر کہ یہ ہیں سے شرٹ ہو رہے ہیں اس کی  
 ہوا پورے منہ میں پھیل جاتی ہے اور اس لئے ان کے نزدیک حلقی حروف سات ہیں  
 لیکن چونکہ یہ ساکن ہونے کے سبب نون ساکن اور تون کے بعد آہی نہیں سکتا کیونکہ  
 اس سے دو ساکن جمع ہو جاتے ہیں اس لئے الف کا اظہار کے بابت کوئی تعلق نہیں۔  
 (۳) بڑی ماکلام عرب ہی میں پائی جاتی ہے اور میں کو بھی عجی لوگوں میں سے اکثر ٹھیک  
 ادا نہیں کر سکتے (۴) بعض نے حلقی حروف کی اس مسئلہ میں جمع کیا ہے۔

ع: (أ) بَخِي دَهَالِكٌ (عَلَمًا رَحْمَةً دَخَائِرُ دَخَائِرُ

اے بھائی اس علم کو لیے جس کو نقصان نہ پانے والے شخص نے جمع کیا ہے  
 (اور حاصل کیا ہے) (۵) اظہار کے ادا کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے نون ساکن اور  
 تون کو ان کے فخرج سے صفتی غنہ اور کشش درنوں کے بغیر خالص سکون سے ادا کیا جائے  
 پھر بلا فاصلہ اظہار کے حروف کو ان کی حرکت سمیت ادا کریں اور نون پر سکتہ نہ ہونے پائے  
 اور تعلقہ بھی نہ ہو (۶) حروف میں اظہار اصل ہے پس اگر کسی جگہ نقل سے اخفاء اور  
 ادغام اور انقلاب ثابت ہو جائے تو اس کی پیروی کی جاتی ہے ورنہ اظہار ہی پڑے گا۔

دوسرا حکم یہ ملوں کے چھ حروف سے پہلے نون ساکن و نون تنوین کا ادغام

۹ : وَالثَّانِي ادْغَامُ يَكْتَبُو اَتَتْ

فِي يَزْمَلُونَ عِنْدَهُمْ قَدْ ثَبَتَتْ

ترجمہ: اور (ان دونوں نونوں کا) دوسرا (حکم) ادغام ہے جو (ان) چھ (حروف) میں ہے جو (کلمہ) يَزْمَلُونَ میں آئے ہیں (اور جمع ہو گئے ہیں ان کے مجموعہ کیلئے) یہ (حکم) ان (قرآن) کے نزدیک ثابت (اور مشہور) ہو گیا ہے (یعنی دوسرا حکم ادغام ہے جو يَزْمَلُونَ کے چھ حروف میں ہوتا ہے اور یہ کلمہ قرآن کے یہاں ایسا مشہور ہے کہ نون ساکن اور تنوین کے ادغام کے حروف کا مجموعہ بتلے کیلئے سب اسی کلمہ کو پیش کرتے ہیں)

۱۰ : لِكُنْهَا قِسْمَانِ قِسْمٌ يَدْعَانَا فَيُخْبِتُهُ بَيْنَهُمَا عِلْمًا

ترجمہ: لیکن ان (چھ حروف) کی دو قسمیں ہیں ایک قسم (تو) وہ ہے (جس میں) یہ دونوں (نون) غنہ کے ساتھ مدغم ہوتے ہیں (پس الف تثنیہ کا ہے اور نون شمری ضرورت کے سبب حذف ہو گیا ہے یا ان دونوں میں سے ہر ایک مدغم ہوتا ہے اس صورت میں الف کو نون خفیفہ سے بدلا ہوا کہیں گے اور) وہ (غنہ والی قسم ان چھ میں سے) يَمْنُو کے چار حروف) میں جانی گئی ہے (یعنی يَمْنُو کے چار میں دونوں نونوں کا ادغام غنہ کے ساتھ ہوتا ہے پس نون کا غنہ بھی باقی رہتا ہے اور ایک الف کے برابر کھپتا بھی ہے)

۱۶: إِلَّا إِذَا كَانَ بِكَلِمَةٍ فَلَا تُدْعِمُ كَدُمَيَاتُكُمْ صُنُوفٍ فَلَا سَكَا

ترجمہ: لیکن جب یہ (نوں ساکن یا اور واو کے ساتھ) ایک (ہی) کلمہ میں ہو  
(یا نوں ساکن اور ادغام کا حرف دونوں ایک کلمہ میں ہوں) تو (اس وقت نوں ساکن  
کا یا اے واو میں) ادغام نہ کر (اور ایک کلمہ میں جمع ہونے کی مثال) دُنْمَا (اور بُنْيَانُ)  
پھر صُنُوفُ (اے یَنُوفُ) کی طرح ہے اس (صُنُوفُ) نے (قاعدہ کی مثال ہونے میں  
دُنْمَا کی) پیروی کی ہے (پس دونوں استثناء والی قسم کی مثال بننے میں شریک ہو گئے ہیں)  
۱۷: وَالثَّانِ إِذَا غَامَّ بَعْضُ غَنَّتْ وَزَمْزَةٌ ذَلَّ فَاقْتَضَتْ

بِئِی السَّلَامِ وَالْثَّانِ كَزَرْزَنْدِ

ترجمہ: اور (ادغام کی) دوسری قسم وہ) ادغام ہے جو غنہ کے بغیر ہے  
(اور یہ ادغام بلا غنہ) لام اور ر میں ہے پھر تو اس (را) کو بلا شک کر (بھی) کہہ  
(یعنی یہ بتا دے کہ ر میں تکرار کی صفت بھی ہے جس کے مخفی معنی کسی چیز کا اس کی پہلی  
ہی حالت کے ساتھ ایک بار سے زیادہ لوٹنا ہیں اور اصطلاح کی رو سے حرفِ را کے ادا  
کرتے وقت زبان کے سرے کے تھرانے کا نام ہے جس سے اعتقاد نہ کرنے کی صورت میں را  
میں دوہرے پن کی صفت آجاتی ہے کی ج کی رمایہ میں ہے کہ را تکرار کی صفت کے سبب  
قوی حرف ہے اور جب اس پر تشدید ہوتی ہے تو اس کی تکریر اکثر ظاہر ہو جاتی ہے اس لئے  
تاری کے ذمہ واجب ہے کہ اس کی تکریر کو چھپائے کیونکہ اگر ظاہر کرے گا تو تشدید والی  
لا سے کئی حرف اور تخفیف والی سے دو حرف بنا ڈالے گا یا تو اس لام در میں سے ہر

ایک کو ادغام کے سبب دوسرا اور مشدد کر دے یعنی ادغام میں حرکت کو دوبار پڑھنا چاہئے  
ورنہ مدغم فوت ہو جائے گا۔

شعر: یعنی نون ساکن اور تنوین کا دوسرا حکم ادغام ہے جو یَزْمَلُونَ کے چھ حرفوں  
میں ہوتا ہے پھر ان میں سے یَنْمُو کے چار میں تو غنہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے مَنْ يَقُولُ۔  
يَوْمًا يَجْعَلُ مِنْ نِصْرَيْنِ۔ عِظْمًا نَحْمُوهُ۔ مِنْ مَّاءٍ۔ يَوْمًا مَعْلُومٌ۔ مِنْ دَلٍّ۔  
وَلِيٍّ وَلَا يَكُنْ جَبْ نون ساکن اور یہ حرکت ایک ہی کلمہ میں ہیں تو پھر ادغام  
نہیں ہوتا اور اس قسم کے صرف چار کلمات آئے ہیں جو شعر کے ترجمہ میں درج ہو چکے  
ہیں اور لام و را میں غنہ کے بغیر ہوتا ہے جیسے مِنْ لَبَنٍ۔ اَنْصَابٌ لَقَدْ۔ مِنْ رَبِّهِمْ۔  
شَيْطَانٍ رَجِيمٍ۔ رَبِّ رَحِيمٍ۔

قائدہ (۱) وَالنَّارِ میں یا کا حذف تخفیف کی بنا پر ہے جو ہر متقوس میں نفی  
اور جری نصبی تینوں حالتوں میں درست ہے جیسے اَلْمَسَادِ (قَسَا) اور اَلدَّاحِ (نَرَا)  
میں دونوں جگہ اور اِسْتَيْتَ کی باقی کے معنی میں ہے بَسْتَحِ (نَمَرَا) کی طے (۲) لغت  
کی رو سے ادغام کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری میں داخل کرنا چنانچہ مصرع ہے  
ع : وَادْعَمْتُ فِي قَلْبِي مِنَ الْحُبِّ شُعْلَةً

اور تو نے میرے دل میں عشق کا شعلہ داخل کر دیا اور چھپانے اور ڈھانکنے اور سیاہ  
کونے کے معنی میں بھی آتا ہے چنانچہ اَدْعَمَ السَّفَرُ وَجْهَهُ الْقَدِيمَ (سفر نے قوم کے چہرہ  
کو سیاہ کر دیا) بولتے ہیں اور یہ سب الفاظ ہم معنی ہیں اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ ساکن

حرف کو حرکت والے سے اس طرح ملا دینا کہ دونوں سے تشدید والا ایک حرف بن جائے  
 اور دونوں کے ادا کرنے میں مخرج کو ایک ہی بار حرکت ہو اور دونوں میں سے ایک اور حرکت سے  
 جدائی نہ کی جائے پس اگر مدغم ساکن ہو اور دونوں مثیلین کے قبیل سے ہوں تب تو حرف  
 ملانے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے اِذْ ذَٰهَبَ اور اگر متجانسین اور متقاربین میں سے ہوں  
 تو دو کام کرنے پڑتے ہیں یعنی پہلے کو دوسرے سے بدلنا پھر ملا کر مشدّد کرنا جیسے عُبْدُ ثَمَّ  
 اور قُلْ رَقِبْ اور اگر مدغم پر حرکت ہو تو مثیلین میں دو کام کرنے پڑتے ہیں یعنی پہلے ساکن کرنا  
 پھر دوسرے میں ملانا جیسے قَبْلُ تَلْعَمُ اور اگر مثیلین میں سے نہ ہوں تو پھر تین کام ہوتے  
 ہیں یعنی اول کو ثانی سے بدلنا پھر ساکن کرنا پھر ملانا جیسے اَخْرُجْ شَطَاً اور خَلْعَلْتُمْ پس  
 ادغام میں دو حرف ہوتے ہیں جن میں سے پہلا ساکن اور مشدّد اور دوسرا حرکت اور تخفیف  
 والا ہوتا ہے بشرطیکہ کہ ادغام میں ایک حرف دوسرے میں داخل نہیں ہوتا بلکہ صحیح  
 یہ ہے کہ دونوں حرف متعظا میں آتے ہیں۔ یہ تحقیق عمدہ ہے (۳) ادغام کا فائدہ تخفیف ہے  
 (۴) غنة ایک مزید آواز کا نام ہے جو نون اور یم میں پائی جاتی ہے اور اس کی دو قسمیں  
 ہیں ایک غنة ذاتی جو ان دونوں میں ہر وقت ہوتا ہے اور دوسرا صفتی جو اخفاء اور  
 ادغام اور تشدید کی حالت میں پایا جاتا ہے غرض غنة ان دونوں کی ذات میں سرایت  
 کئے ہوئے ہے اور ان سے جدا نہیں ہوتا ذاتی میں کم اور صفتی میں کامل درجہ کا ہوتا ہے  
 اور اس کا زبان سے کوئی تعلق نہیں یہ تو صرف خیشوم سے ادا ہوتا ہے (۵) صلاح میں ہے  
 کہ غنة خیشوم کی آواز کا نام ہے اور غیشوم تنہی کو نہیں کہتے بلکہ یہ اس چیز کا نام ہے

جونک کی جڑ میں منہ کے اندر دہلے حصّہ کی طرف حلق کے بالائی حصّہ کے اوپر لگی ہوئی ہے۔  
 (۷) شامع<sup>۲</sup> فرماتے ہیں کہ غنّہ کی مقدار دو حرکتوں (ایک الف) کے برابر ہے اتنی ہی اس  
 کو دیا تین الف کے برابر کھینچنا جیسا کہ آجکل دستور ہو رہا ہے ناواقفیت یا بے التفاتی  
 پر مبنی ہے (۷) ادغام مع الغنّہ کے چار حرفوں کو یئمؤ میں بھی جمع کیا ہے اور یؤ میں  
 اور منوئی میں بھی اور یہ تیسرا مجموع حروف تہجی والی ترتیب کے موافق ہے (۸) خلف  
 کی روایت میں حرف نون اور میم میں مع الغنّہ اور باقی چار میں بلا غنّہ ہے (۹) ادغام  
 مع الغنّہ کو ادغام ناقص کہتے ہیں کیونکہ غنّہ کے داخل ہونے سے تشدید کے کمال میں کمی  
 آجاتی ہے۔ (۱۰) ان دونوں نونوں کے یا اور واو میں مدغم ہونے کی وجہ تین ہیں ۱۔  
 یہ دونوں تین صفتوں میں نون کے ساتھ شریک ہیں ۲۔ یا اور واو میں لین اور  
 نرمی کی صفت ہے اور نون میں غنّہ ہے اور لین وغنّہ ایک دوسرے کے مشابہ  
 ہیں کیونکہ دونوں کے او ا کرتے وقت منہ میں ہوا پھیلتی ہے ۳۔ واو میں تو اس لئے  
 ہوا کہ اس کا مخرج میم کے مخرج سے بالکل قریب بلکہ متحد ہی ہے اور میم میں ادغام  
 ہوتا ہی ہے اس لئے واو میں بھی کر دیا اور یا میں اس لئے کیا کہ یہ لین کی صفت میں  
 واو کے ساتھ شریک ہے اس لئے دونوں کا حکم کیسا کر دیا (۱۱) یا اور واو میں ادغام  
 کرتے وقت غنّہ کے باقی رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ غنّہ حرف مدغم پر ولالت کرتا ہے  
 اور اس کی تائید کیلئے یہ بات کافی ہے کہ ٹا کاٹا میں ادغام کرتے ہوئے اطباق کی صفت  
 کے باقی رکھنے پر اجلاء ہے پس اطباق اور غنّہ دونوں اس بات میں مشابہ ہیں کہ وہ



مدغم کا پتہ دیتے ہیں اور غلف کے بلاغۃً ادغام کرنے کی دلیل یہ ہے کہ ادغام کی حقیقت یہ ہے کہ پہلا حرف دوسرے سے بدل جائے اور تشدید کا مل طور پر پائی جائے اور مدغم کی دونوں باتیں ہی کا اثر باقی رہے اور نہ اس کی صفت کا (۱۲) بعض اکابر کے قول پر اخفا وہ ہے جس میں غنہ باقی رہے پس اس تعریف کی رو سے ادغام مع الغنہ حقیقۃً اخفا ہے کیونکہ غنہ کے ہوتے ہوئے خالص ادغام نہیں ہو سکتا اس لیے ضرور ہے کہ اس میں کچھ تشدید بھی ہوتا ہے پس اس کو ادغام کہنا مجاز کی بناء پر ہے اور نون کا نون میں ادغام اس لئے ہوتا ہے کہ یہ مثیلین ہیں اور جب مثیلین میں سے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے تو یہ مخرج میں رکاوٹ پیدا کر دیتے ہیں اور زبان ساکن حرف کے ظاہر کرنے پر قدرت نہیں پاتی اس بنا پر کہ اس میں حرکت نہیں ہے جو آواز اور زبان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف چلایا کرتی ہے اسی لئے ان میں ادغام ہوتا ہے (۱۳) نون اور سیم دونوں میں مع الغنہ اس لئے ہوتا ہے کہ جب نون ساکن اور تیز کے بعد نون ہوتا ہے تب تو یہ کسی غیر حرف سے بدلتے ہی نہیں اور جب ان کے بعد سیم ہوتا ہے، تو اپنے سے بھی زیادہ غنہ والے حرف سے بدل جاتے ہیں اور اس صورت میں غنہ کا باقی رہنا ظاہر ہے کیونکہ یہ دونوں تو حرف غنہ ہی کہلاتے ہیں انھیں میں نہ ہوگا تو پھر کس میں ہوگا اور نون اور سیم چھ صفتوں میں شریک ہیں اور چھٹی صفت غنہ ہے جو دونوں میں پایا جاتا ہے (۱۴) اس پر اجماع ہے کہ یا اور واد کے ساتھ کا غنہ مدغم کا ہے اور نون کے ساتھ والا مدغم

کا ہے لیکن میم کے ساتھ والے غنہ میں اختلاف ہے پس ابن کیسان کی رائے پر تو دم یعنی نون ساکن اور تزین کلہے تاکہ اصل غالب رہے اور استعجاب کی رتہ رہے جس کے معنی ہیں کسی شے کا اپنی اس حالت پر باقی رہنا جس پر وہ پہلے تھی یعنی چونکہ میم میں ادغام کرنے سے پہلے نون میں غنہ تھا اس لئے ادغام کے بعد بھی اس کا اعتبار ہونا چاہئے کیونکہ میم میں ادغام غنہ ہی کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے اب ادغام کے سبب کا اعتبار سے ساقط کر دینا درست نہیں خلاصہ یہ کہ نون ساکن اور تزین میں جو غنہ ادغام سے پہلے تھا ادغام کے بعد بھی اس کا اعتبار ہونا چاہئے جیسا کہ واؤ اور یا میں مدغم ہونے کے بعد ان کا غنہ باقی رہتا ہے حالانکہ یہ دونوں واو اور یا سے بدل جاتے ہیں اور ان میں غنہ قطعاً نہیں ہے پس جب واو اور یا سے بدلنے کے بعد بھی نون کا غنہ باقی رہتا ہے تو میم سے بدلنے کے بعد نہ رہنے کے کیا معنی اور جہور کی رائے پر یہ غنہ میم کا ہے کیونکہ جب نون میم سے بدل گیا اور وہ بھی غنہ کا حرف ہے تو اب یہ غنہ میم ہی کا ہے نون کا نہیں وہاں قنواں۔ حنواں۔ دُنیا۔ بُنیان میں ادغام اس لئے نہیں ہوتا کہ اس سے یہ کلمات مضاعف سے ملتی ہو جلتے ہیں پھر سننے والے کو یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ قنواں۔ حنواں اور دُنیا اور بُنیان سے بنے ہیں یا قنواں۔ حنواں۔ دُنواں اور بُنیان سے اور گوان میں غنہ کافز موجود ہے لیکن چونکہ وہ خفی اور معمولی ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں کیا اور نون میں اظہار ہی رکھا اور اسی طرح لام اور را میں بھی جب وہ نون کے ساتھ

اسی کلمہ میں ہوں ادغام نہیں ہوتا لیکن یہ صورت قرآن میں واقع نہیں ہوئی اور غیر قرآن سے اس کی مثال *اِنَّ رَشِيحًا* اور *اِنَّ لَّامًا* ہو سکتی ہے اور یہ دونوں افعال سے ہیں اور میم کا بھی یہی حکم ہے پس جب نون ساکن کے بعد لام - راہ میم میں سے کوئی حرف اسی کلمہ میں آجائے جو غیر قرآن میں ہے تو ان میں بھی ادغام واجب ہے لیکن جب التماس کا اندیشہ ہو تو درست نہیں اور *شَاةٌ زُشَاةٌ* بھی اسی قبیل سے ہے اور تنوین اس میں داخل ہی نہیں ہے کیونکہ وہ آخر ہی میں ہوتا ہے اس لئے اس کے ساتھ *يَزْمَلُونَ* کے حروف ایک کلمہ میں جمع نہیں ہو سکتے (۱۶) را اور لام میں ادغام کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں اور نون متجانسین یا متقاربین میں سے ہیں اور چونکہ رانوں سے قوی ہے اور اس میں مدغم ہونے سے نون بھی قوی ہو جاتا ہے اس لئے اس میں ادغام قوی تر ہے اور لام در اسے پہلے نون کا اظہار لحن ہے کیونکہ نقل سے ثابت نہیں اور ان دونوں میں بلا غنة اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے اتصال کامل درجہ کا ہو جاتا ہے اور ان دونوں سے پہلے البکر - حمزہ اور کسائی اور خلف کے سوا باقی قراء کے لئے طیبہ کے طرُق سے ناعن مع الغنة بھی ثابت ہے لیکن چونکہ لام در اس میں مدغم ہونے کے وقت نون ایسے حرف سے بدل جاتا ہے جس میں غنة کی پوتہ بھی نہیں ہے اس لئے اس صورت میں غنة دشواری سے ادا ہوتا ہے اور بعض نحاۃ نے صرف لام میں غنة کو جائز بتایا ہے کیونکہ اس میں بہ نسبت را کے رخاوت کا اثر زیادہ ہے بلکہ عل سو وہ لام در دونوں میں ادغام کامل ہی

ہے (۱۶) ادغام کی رو سے یَزْ مَلُوْنُ کے حروف کی تین قسمیں م ل ن اور میم میں سب کیلئے مع الغنة م ل لام ورا میں سب کیلئے بلاغنة م ل یا اور داؤ میں علت کیلئے کامل اور باقین کے لئے ناقص (۱۸) کَلِمَةٌ میں تین لغت ہیں م ل کَلِمَةٌ م ل کَلِمَةٌ م ل کَلِمَةٌ اور وزن آخری دو صورتوں میں درست رہتا ہے (۱۹) جہاں کے حروف میں تے جن حروف کے آخر میں ہمزہ ہے ان میں جس جگہ قصر ہو رہا ہے وہ لغت کی رو سے ہوتا ہے اور یہاں وَالْزَّاجِلِ اسی تہیل سے ہے پس ان میں شری ضرورت کا قائل ہونے کی حاجت نہیں اور بارہ سرزری حروف میں سے زاجی کے آخر میں یا اور باقی گیارہ میں اصل کی رو سے ہمزہ ہے جو تحقیقا حذت ہو رہا ہے۔ (۲۰) بعض نسخوں میں شعر م ل کا دوسرا مصرع اس طرح ہے: وَرَمَزُ زَلٍّ فَاقْتَسَمَ اور ادغام بلاغنة کے دونوں حرفوں کی رمز زل ہے جو طال یا اسْوَع کے معنی میں ہے یعنی اوغام بلاغنة را اور لام میں ہوتا ہے پس تو اس کو خوب سمجھ لے اور محفوظ کر لے۔

## نون ساکن اور تنوین کا تیسرا حکم یعنی انقلاب

۳۱: وَالثَّلَاثُ لِلْاِقْلَابِ عِنْدَ الْبَاءِ مِيمًا بَغْنَةً مَعَ الْاِخْتَامِ

ترجمہ: اور تیسرا (حکم نون ساکن اور تنوین کا) بآ کے پاس (یعنی اس سے پہلے، میم سے) ایسا بدل دینا ہے جو (اس) غنة کے ساتھ ہے جو انشاء سمیت ہے

(یعنی جب نون ساکن اور تنوین کے بعد آیا جائے جو ساکن کے بعد تو اسی کلمہ میں بھی آتی ہے اور دوسرے میں بھی) (جیسے اُنْثِيْآءُ اَوَّهٍ مِنْ بُعْدٍ) اور تنوین کے بعد دوسرے ہی کلمہ میں آتی ہے (جیسے اَلَيْمٌ بِهْمَا) تو دونوں نونوں کو میم سے بدل کر اس میم کو غنہ اور اخفاء سے پڑھنا چاہئے اور اس پر اجماع ہے کہ اس بدلی ہوئی میم میں اظہار درست نہیں اور غنہ غیشوم سے ادا ہوتا ہے اور ایک الف کے برابر کیچھتے بھی ہیں اور اخفاء کی صورت یہ ہے کہ اس میم کے ادا کرتے وقت ہونٹوں کے خشکی والے حصہ کو نرمی سے بند کیا جائے تاکہ میم کمزور ہو جائے اور اس کا کچھ حصہ غائب ہو جائے اور اس چھپا دینے اور کمزور کر دینے ہی کا نام اخفاء ہے)

قائدہ: (۱) انقلاب اور قلب کے معنی ہیں کسی چیز کا پلٹ دینا اور اس کی اصلی حالت کے خلاف کر دینا اور اصطلاح کی رو سے انقلاب ایک حرف کی جگہ دوسرے آئے ہے (۲) نشر میں ہے کہ انقلاب کے بعد اَنْبُوْرٌ لَّہٗ اور يَغْتَعِمُّ بِاللَّہِ میں کوئی فرق نہیں رہتا ہاں اتنی بات ہے کہ نون سے بدلے ہوئے میم کے اخفاء میں اور اس میں غنہ کے ظاہر کرنے میں کسی کا بھی خلاف نہیں (بلکہ اس میم کو غنہ اور اخفاء سے پڑھنے پر اجماع ہے) بخلاف میم ساکن کے یعنی میم اصلی ساکن کے بعد آیا ہو جیسے اَمْ بِہٖ میں ہے تو اس میں اختلاف ہے جمہور کی رائے پر تو اس کو بھی غنہ اور اخفاء ہی سے پڑھنا چاہئے اور بعض کی رائے پر اظہار بھی درست ہے (۳) چونکہ انقلاب میں صرف ابدال ہوتا ہے اور ادغام نہیں ہوتا

اس لئے اس میں تشدید نہیں ہے مگر غنہ ضرور ہے کیونکہ یہ تویم ساکن کے لئے لازم ہے (۴) انقلاب کی وجہ یہ ہے کہ با سے پہلے فون ساکن اور تنوین میں عتلاً چار صورتیں ہو سکتی ہیں ۱۔ اظہار ۲۔ ادغام ۳۔ اخفاء خیشوی یعنی وہ جو فون ساکن اور تنوین میں ہوتا ہے ۴۔ انقلاب اور پہلی تین صورتیں عمدہ اور مناسب نہیں ہیں اس لئے جو تھی قسم متعین ہو گئی اظہار تو اس لئے مناسب نہیں کہ فون ساکن اور تنوین کو ان کے مخرج سے ان کے ذاتی غنہ سمیت ادا کرنے کے بعد با کو اس کے مخرج سے ادا کرنے میں قدرے دشواری ہے کیونکہ اس میں ہونٹ بند ہوتے ہیں جس سے فون کے غنہ کے ادا کرنے میں رکاوٹ سی پیش آتی ہے پس فون ساکن اور تنوین ہر تہاری کو ایک وقفہ ساکنے کی حاجت ہوتی ہے اور ادغام اس لئے مناسب نہیں کہ فون اور با کے مخرج میں قدرے دوری ہے اور دونوں ہم جنس بھی نہیں ہیں اس لئے کہ فون میں غنہ ہے اور با اس سے خالی ہے نیز غنہ ہی کی رعایت کے سبب میم کا با میں ادغام نہیں ہوتا حالانکہ یہ دونوں ہم مخرج بھی ہیں اور ہر صفتوں میں شریک بھی ہیں پس فون کا با میں بدرجہ اولیٰ ادغام نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ تو اس کا ہم مخرج بھی نہیں ہے اور اخفاء اس لئے مناسب نہیں کہ وہ اظہار اور ادغام کے درمیان ہے اور اس میں دونوں کا کچھ کچھ اثر پایا جاتا ہے اور جب یہ تینوں وجہ نہیں رہیں تو انقلاب ہی باقی رہ گیا اس لئے فون کو میم سے بدل لیا جو فون اور با دونوں سے مناسب رکھتا ہے

نون سے غنۃ میں اور باقی پانچ صفات میں اور باسے مخرج میں اور چار صفتوں میں اور اس سے وہ دشواری رفع ہو گئی جو باسے پہلے نون کے اظہار میں تھی اور نون کے میم سے بدلنے میں القباس کا اندیشہ بھی نہیں ہے کیونکہ کلام عرب میں کوئی کلمہ بھی ایسا نہیں جس میں باسے پہلے اصلی میم ہو پس یہ بات واضح ہے کہ منبر - عنبر - انبآء میں جو میم ہے وہ اصلی نہیں بلکہ نون سے بدلا ہوا ہے (۵) شامحؒ فرماتے ہیں کہ قاری کو چاہئے کہ انقلاب میں میم کے ادا کرتے وقت ہونٹوں کو سختی کے ساتھ بند کرنے سے پرہیز کرے اور دراز یعنی ایک الف کے برابر غنۃ خیشوم سے ادا کرے اور میم کو نرمی سے ساکن کرے اور سخت دہونے سے اور اس کو فعیج بدلنے کی کوشش کرے۔

## نون ساکن اور نون تنوین کا چوتھا حکم یعنی اخفاء

وَالرَّالِیْحُ الْإِخْفَاءُ عِنْدَ الْفَاضِلِ

مِنَ الْحُرُوفِ وَاجِبٌ لِلْفَاضِلِ

ترجمہ: اور چوتھا (مکمل نون ساکن اور تنوین کا) اخفاء سے پڑھنا ہے ان (پندرہ) حروف کے پاس جو (کل اٹھائیس میں سے چھ حلقی اور چھ یر مَلُکُونَ کے اور انقلاب کی باکے ان تیرو کے نکل جانے کے بعد) باقی رہنے والے ہیں۔ (اور یہ اخفاء) فضیلت (اور بڑائی) والے (قاری) کیلئے واجب ہے (یعنی

یہی متعین ہے اس کے سوا کوئی اور وجہ درست نہیں اور پہلا فاضل فضیلتہ  
 سے ہے جو بھی معنی چیز کے معنی میں ہے اور دوسرا فضیل سے ہے یہ وہ صفت ہے  
 جس کے سبب اس صفت کا رکھنے والا انسان اپنے ساتھیوں سے بڑھ جاتا ہے اور  
 ان دونوں نقطوں میں جناس تام ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کلام کے دو جز و تلفظ اور  
 خط میں مساوی ہوں اور معنی میں جدا جدا ہوں اور زَلَّوْهُمْ نَعْرُومُ السَّاعَةِ (روم)  
 بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ اس آیت میں السَّاعَةُ سے قیامت اور سَاعَةُ سے  
 وقت کا معرولی ساحقہ مراد ہے)

۱۵: ۱: فِي خَمْسَةِ مِثْرَ عَشْرَ مَرَّهَا

فِي كَلِمٍ هَذَا الْبَيْتِ قَدْ خَمَسَتْهَا

ترجمہ: (اور وہ باقی حروف جو اخفاء کیلئے ہیں) ان پانچ حروف میں ہیں جو  
 دس کے بعد ہیں (یعنی دس سمیت ہیں پس کل پندرہ ہیں) ان (پندرہ حروف) کا اشارہ  
 جو ہے میں نے اس کو اس (آئندہ) شعر (۱۵) کے (پندرہ) کلمات (کے) شروع شروع  
 میں جمع کر دیا ہے (اور بیان کر دیا ہے اور اس شعر کو ان سب پر شامل ہوئے  
 والا بنا دیا ہے یعنی اگر اخفاء کے پندرہ حروف کو معلوم کرنا چاہتے ہو تو شعر ۱۵  
 کے پندرہ کلمات میں سے ہر کلمہ کے شروع کے حرف کو شمار کر لو اور  
 آسانی کے لئے ان حروف پر نشان بھی لگا دئے گئے ہیں)



۱۴: (یٰۤاَیُّهَا رُکَبَةُ الْجَاهِدِ شَمْعُ رَقَبَتِ رَمَلِهَا

(د) مُلْهِيَّارِ (د) رِفِي رُتْهِي (ضَمُّ رُتْهِي رُتْهِي)

ترجمہ: تو تعریف (اور کمالات) والے (انسان) کی خوبیاں بیان کر اس شخص نے بہت (اعداد بار) سخاوت کی ہے (اور علم کو پھیلا دیا ہے) جو (عدد اعمال اور پاکیزہ عادتوں کے باعث) بلند ہو گیا ہے تو ہمیشہ خوش دل رہ (اور) بد مزہ گاریا (اور حق تعالیٰ کے خوف) میں بڑھتا چلا جا (اور) ظالم سے درگزر کر (یا ظالم کو نیچا دکھا تاکہ پھر کسی پر ظلم کرنے کی ہمت نہ کر سکے اور حروفِ حجا کی ترتیب سے یہ پندرہ حروف اس طرح ہیں ث ت ج د ذ ز س ص ض ط ظ ف ک گ اور مثالیں بھی اسی ترتیب سے آئیں گی اور بعض نے ان پندرہ کو ان دو شعروں میں جمع کیا ہے ۵

(مَنْ هَجَاكَ زَيْتُ) (فَأَبْدَحُ مَثَالِيَا) (تَهَرَّكُنِي مَهَكْرَانِ) (دُ) (وَنْ شَهَوَاتِي) (جَهَرَ عَنِّي جُفُونَهَا) (كَمَا مِنْ رَهَائِي)

اس میں جُفُونَهَا کا جیم کر رہے اس لئے اس پر نشان نہیں لگایا

شرح: یعنی اگر نون ساکن اور نون تنوین کے بعد باقی پندرہ حرکت (ت۔

ث۔ج۔د۔ذ۔ز۔س۔ش۔ص۔ض۔ط۔ظ۔ف۔ق۔لغ) میں سے کوئی حرف آجائے تو دونوں نون اخفاء سے پڑھے جاتے ہیں جو لغت کی رو سے چمپانے کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں اس حالت کا نام ہے جو اظہار اور ادغام کے درمیان ہے اور تشدید سے خالی ہے اور نون میں غنہ کی صفت باقی رہتی ہے

اور ایک العنکے پر اکچھا بھی ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ الف تو ساکن ہونے کے سبب زن ساکن اور تنوین کے بعد آ ہی نہیں سکتا اس لئے اسٹائٹس حرف رد گئے ان میں سے چھ حلقی اور چھ میڑ ملوؤن کے اور ایک انقلاب کی با یہ تیرہ نکل گئے تو اب وہی پندرہ باقی رہے جو ابھی اوپر درج ہو چکے ہیں اور زن ساکن کے ساتھ تو یہ حروف ایک کلمہ میں بھی جمع ہوتے ہیں اور دو میں بھی اور زن تنوین کے بعد دوسرے ہی کلمہ میں آتے ہیں اس لئے زن ساکن کی مثالیں تیس اور تنوین کی پندرہ ہر باقی ہیں اور سب ل کر میتا لیس بن جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں تاجیہ یُتَحَوْنَ - مِنْ تَحْتِهَا جَنَّتُ بَجَرْمِی تاجیہ مَشُورًا - مِنْ شَرِّهِ - جَمِیْعًا نَمَّ - جِیمِیہ اُنْجِنَاہُ - اِنْ جَاءَ کُمْ شَیْئًا جَنَّتْ - دال جیہ اَنَّا اَدَا - مِنْ دَا بَہِ قَنَوَانِ ذَا نِیۃً - ذال جیہ مُنْذِرٌ - مِنْ ذِکْرِ - سِرَاعًا ذَلِیْلٌ - زایہ اَنْزَلْنَاهُ - فَاِنْ زَلَلْتُمْ - یُؤْمِنُوْنَ زُرْقًا - سِین جیہ مُسَاۡتَہُ - اَنْ سَلَمٌ - عَظِیْمٌ سَمْعُوْنَ - شین جیہ یُنْشِئُ - مَنْ شَاءَ - عَلِیْمٌ شَرَعَ - صا د جیہ یُنْصِرُکُمْ اَنْ صَدُّرُکُمْ رِجْمًا عَرَصًا - ضا د جیہ مَنضُومٌ - اِنْ ضَلَلْتُ - قَوْمًا ضَالِّیْنَ - طای جیہ یَنْطَقُوْنَ - وَاِنْ طَائِفَتَیْنِ - قَوْمًا طَغِیْنِ - طای جیہ یَنْظُرُوْنَ - اِنْ طَلَا - قَوْمًا ظَلَمُوْا - نا جیہ اِلْفِرُوا - وَاِنْ فَا تَکُمْ - عَمٰی فُہْمٌ - تا ت جیہ یُقْبَلُوْنَ - وَلَیْنُ قُلْتُ - شَیْءٌ قَدِیْرٌ کَانَ جیہ یَنْکَلُتُوْنَ - مَنْ کَانَ عَادًا کَفَرُوْا - زیادہ شتی کی غرض سے مزید مثالیں تاجیہ کُنْتُمْ - مَنْ قَابَ -

يَوْمًا سَعَلَبَ - تاجیے والا نئی - فَمَنْ تَعَلَّتْ - اُڑو اُجاٹلے - جیم جیسے  
 اُنجھینا - وَ اِنْ جَعَوْا - بکُلِّ جَعَلْنَا - دال جیسے عِنْدَهُ - مِنْ دُونِهِ - عَمَلًا  
 دُونِ ذَالِ جیسے لِيُنْذِرَ - مِنْ ذَهَبٍ - وَ كَيْلًا ذَرِيَّةَ - راجیے يَنْزِلُ - مِنْ  
 زَوَالٍ - نَفْسًا رَكِيَّةَ - سیں جیسے اِلَّا سَكَتَ - اَنْ سَيَكُونُ - رَجُلًا مَسْلَمًا -  
 شین جیسے اَنْشَأْكُمْ - فَمَنْ مَهَّدَ - خَفَرٌ شَكُورٌ - صَادِجٌ مَنصُورٌ - وَ  
 لَمَنْ صَبَرَ - عَمَلًا صَالِحًا - صَادِجٌ مِنْ ضَعِيفٍ - وَ كَلًّا مَكْرَمًا - طَارِجٌ  
 يَنْطَلِقُ - مِنْ طِينٍ - صَعِيدًا اَلْيَبَا طَارِجٌ - وَالْظَرْ - مِنْ لِيَهْيُرَ - خَلَا  
 ظَلِيلًا - تاجیے يَتَّقِنُ - مِنْ فَضْلِهِ - خَالِدًا فِيهَا - قَاتِ جیسے وَ يَنْتَقِبُ  
 مِنْ قَرَارٍ - يَتَالِجُ قَبْلَتَهُمْ - كَاتِ جیسے اَنْكَالًا - مِنْ كُلِّ كِتَابٍ كَرِيمٍ -

فائدہ: (۱) ان پندرہ حروف سے پہلے نون کے اخفاد کی وجہ یہ ہے کہ ان  
 حروف کے مخارج - تو نون سے علقی حروف کے مخارج کے برابر در در ہیں تاکہ ان سے  
 پہلے اظہار ضروری ہو جائے اور نہ یہ یَرْمَلُونَ کے حروف کی طرح خرج میں نون سے  
 قریب ہیں تاکہ ادغام واجب ہو جائے بلکہ درمیان درمیان ہیں اس لئے حکم بھی دی دیا  
 گیا جو اظہار و ادغام کے درمیان ہے اور وہ اخفاد ہے جو ان حروف کے مخارج کی نزدیکی  
 اور دوری کے اعتبار سے کبھی زیادہ ہوتا ہے جو ادغام سے قریب ہوتا ہے اور کبھی کم  
 اور اظہار سے قریب ہوتا ہے اور کبھی درمیانی درجہ کا ہوتا ہے اور فقط میں تینوں  
 قریب قریب ہیں اور غالباً تفصیل اس طرح ہے کہ قات - کات - فامین اختار بعید

یعنی کم اور حیم اور شین میں متوسط اور باقی دس میں اختفاء قریب یعنی زیادہ ہوتا ہے اور یہ فن کی بارہک چیزوں میں سے ہے جس کو کوئی ماہر اور حافظ ہی صحیح فرق سے ادا کر سکتا ہے جو اس زمانہ میں بالکل نایاب ہیں حبیب علم زندہ اور اپنی پوری روفی پر تھا اس وقت تو ایسے ماہرین کافی پائے جاتے ہوں گے اور تجوید کے فن میں بندہ امیز کی حیثیت بھی بالکل متبدل اور ابجد خوانوں کی سی ہے (۷) اختفاء اور ادغام میں فرق یہ ہے کہ ادل میں تشدید نہیں ہوتی اور ثانی میں ہوتی ہے دوسرے اختفاء حروف کے پاس یا اس سے پہلے اور ادغام حروف کے اندر ہوتا ہے چنانچہ اخْفِیْتُ النُّونَ هَذَا الِتِّينِ اور اذْغَمْتُ النُّونَ فی السَّلَامِ کہتے ہیں (۲) شارح فرماتے ہیں کہ اختفاء کے ادا کرتے ہوئے کشش نون میں ہونی چاہئے نہ کہ اس سے پہلی حرکت میں جیسا کہ بعض حضرات کر دیتے ہیں کیونکہ اس سے تو نون سے پہلے الف - یا اور واو مدہ پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً اَنْتَ - مِنْكُمْ کو فَنَمُ ہو جاتا ہے نیز اختفاء کرتے ہوئے زبان کا سرا بھی نون کے مخرج یعنی نثایا علیا کے مسوڑھوں پر نہ لگایا جائے بلکہ زبان اور مخرج میں تھوڑا سا نا صلا رکھنا چاہئے اور غنہ میں سبغہ اور زیادتی سے بھی بچنا چاہئے اور نویری کی شرح میں ہے کہ اختفاء کے حروف کے ساتھ نون ساکن اور تونین کا مخرج خیشوم میں ہے منہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ اس صورت میں ان دونوں کے ادا کرتے وقت زبان کو اس طرح عمل کرنا نہیں پڑتا جس طرح ان دونوں کے ادغام اور انضمام کی صورت میں کرنا پڑتا ہے (۴) رُوْنُ لَمْ تَدْ یا بھوں یا آنکھ یا منہ یا زبان

سے اشارہ کرنا (۵) تَضَمَّنَهُ - شَمَّلَ عَلَيْهِ (قاموس)

حُكْمُ الْمِيمِ وَالنُّونِ الْمَشْدَدَتَيْنِ اس میں  
لیک شمر

یہ تشدید والے میم اور نون کے حکم کا بیان ہے

۱: وَعَنْ يَمِيْنًا شَمَّ نُونًا مَشْدَدًا

وَسَمَّ عَلَا حَرَّتْ غَنَّةٌ جَدًا

ترجمہ: اور تو (اس) میم اور نون کو غنہ سے پڑھ (اور ایک الف کے برابر  
کھینچ) جو تشدید دئے گئے ہوں اور (اس صودت میں ان دونوں میں سے) ہر ایک  
کا نام غنہ کا حرت رکھ دے (ن کا) یہ (نام) ظاہر (اور مشہور) ہو گیا ہے (یعنی جب  
نون اور میم پر تشدید ہو جائے کہ پہلے ہی سے ہو جیسے اَنَّاكَ - اَمَّنْ یا اِدْقَام کی بناء  
پر تشدید آگئی ہو جیسے مِّنْ مَّاءٍ اور اَمَّنْ اور مِّنْ فَيَذَرُ تَرَانِ میں ہر جگہ غنہ  
ہو گیا ہے جو غیشوم سے ادا ہوتا ہے لیکن خود میم اور نون دونوں اپنے مخرج ہی سے  
ادا ہوتے ہیں اور مخرج سے پوری طرح تعلق رہتا ہے نہ تو انخفاء والے نون کی طرح  
غیشوم کی طرف بالکل متصل ہوتا ہے اور نہ انخفاء والے میم کی طرح ہونٹوں سے اس  
کا تعلق ضعیف ہوتا ہے پس بعض حضرات جَمْرًا اَنَّاكَ اور اَمَّنْ میں نون اور میم کی پہلی  
آواز غیشوم سے اور دوسری نون اور میم کے مخرج سے نکالتے ہیں یہ بالکل غلط ہے

کیونکہ دو مخزجوں کے حرفوں میں تشدید کسی طرح بھی باقی نہیں رہ سکتی پس تشدید اور ادغام کی حالت میں نون اور میم کو ان کے مخزج سے اور ان کے غنہ کو خیشوم سے ادا کرنا چاہئے اور اس کے خلاف کرنے سے تشدید بالکل فوت ہو جائے گی اور اگر رہے گی تو صرف دل کے سمجھانے کیلئے ہوگی نہ کہ حقیقتہً بھی۔

فائدہ: (۱) تشدید کی حالت میں نون اور میم کو حرف غنہ کہتے ہیں (۲) مثل ح فرماتے ہیں کہ تاری کے ضم واجب ہے کہ غنہ کے ادا کرنے میں میم اور نون سے پہلے مدہ کے پیدا کرنے سے پرہیز کرے اور بہت سے حضرات اس بارہ میں بے احتیاطی اور بے پروائی سے کام لیتے ہیں اور غنہ کے ظاہر کرنے میں حد سے نکل جاتے ہیں جس سے رَتْ الذَّیْنِ اور وَرَافَا سے اِنْ الذَّیْنِ اور وَرَافَا ہو جاتا ہے اور یہ بدترین غلطی اور کھلی تعریض ہے (۳) اسی طرح غنہ اور اخفاء اور ادغام کی حالت میں میم اور نون کے پُر کرنے سے بھی پرہیز کیا جائے (۴) نون اور میم میں غنہ ہر صورت میں ہوتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ان دونوں کو ناک بند کر کے ادا کرنا چاہیں تو ادا نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس غنہ کے چار مرتبہ ہیں ۱۔ ادغام اور تشدید کی حالت میں کامل تر ۲۔ اخفاء کی حالت میں اس سے کم ۳۔ اظہار اور سکون کی حالت میں اس سے بھی کم ۴۔ حرکت بلا تشدید کی صورت میں سب سے کم۔

# اَحْكَامُ الْمَيْمِ السَّاكِنَةِ یہ میم ساکن کے قواعد کا بیان ہے

اس میں  
چند شعر  
ہیں

۱۸: وَالْمَيْمُ بْنُ تَسْكُنُ تَجِي قَبْلَ الْعَبَا

لَا أَلِفٌ لَيْسَتْ لِيذَى الْحَبَا

ترجمہ: اور میم اپنے ساکن ہونے کی حالت میں ہجاء (کے تمام حروف) سے پہلے آتا ہے۔ (جیسے اَنْعَمْتَ - تُمْسُونَ - اَهُمْ خَيْرٌ وغیرہ) نہ کہ نرمی والے الف سے (پہلے بھی یعنی میم ساکن کے بعد الف کے سوا سب حروف آتے ہیں اور الف اس لئے نہیں آسکتا کہ وہ بھی ساکن ہوتا ہے اور اپنے سے پہلے حرف کے زبر کو چاہتا ہے اور میم بھی ساکن ہے پس اس کے بعد الف کے آنے سے دو ساکن جمع ہو جاتے اور یہ بات) کامل عقل والے کیلئے (ظاہر ہے کہ میم ساکن کے بعد الف آ ہی نہیں سکتا)

فائدہ: (۱) شارح کی رائے پر اِنْ تَسْكُنُ مُعَال ہے اور تَجِي خبر ہے اور اس کے آخر میں سے ہمزہ ضرورت کے سبب حذف ہو گیا ہے یا یہ کہو کہ وقف کی نیت کی بناء پر ساکن ہو کر حذف ہو گیا اور احقر کے خیال میں اولیٰ یہ ہے کہ جو شرط کو ابتدا کی خبر قرار دیں اور تَجِي میں یا کو ہمزہ سے ہلکی ہوئی مانیں کیونکہ جب بحر دم

ہونے کے سبب ہمزہ ساکن ہو گیا تو دو ساکن جمع ہونے کے سبب یا عذت ہو گئی اور ہمزہ ربط کے قاعدہ کی بناء پر یل سے بدل گیا لیکن خبر ہونے کی صورت میں یہ حرف مدی ہو گا کہ شرط کو واقعی قید کے طور پر مانیں اور احترازی قرار نہ دیں۔ (۲) حجاب کے معنی ہیں کلمہ کے حروف کے نام لینے کے ذریعہ اس کے ٹکڑے اور حصہ کر دینا مثلاً زیر کے حروف حجاب را اور یا اور دال ہیں (۳) العنکوبینۃ اس لئے کہا کہ اس میں نرمی ہے جو ظاہر ہے (۴) حجاب عقل اور سمجھ کے معنی میں ہے (۵) جمع کا میم جو ہُم - کُم - تُم میں ہوتا ہے یعنی ہمیشہ حَا - کات - تا ان تین حرفوں کے بعد آتا ہے اس میں صلہ والوں کے لئے صلہ اور باقیں کیلئے سکون ہوتا ہے اور جو میم ساکن جمع کیلئے نہ ہو جیسا کہ فَاخْلُکُمْ اور تُمْسُونَ وغیرہ میں ہے اس میں اجما سکون ہے اور هَاؤُمْ اَقْرَؤْا میں جو میم ہے وہ بھی جمع کیلئے ہے کیونکہ یہ اصل میں هَاکُمْ تھا جو خُذْوا کے معنی میں ہے پھر کات کو ہمزہ سے بدل لیا اور اس بارہ میں شامح کے والد اور ان کے اُستاد شیخ نور الدین سیہی کے دو شعر بھی ہیں ۵

وَمِیْمٌ جَمْعٌ بَعْدَ هَا وَکَاہِ وَالْثَّاقُطُ خُذْهُ بِنَهْمٍ صَافِیْ  
اور جمع کا میم حَا اور کات اور تَاہی کے بعد ہوتا ہے تو اس کو صفا فی والی سمجھ کے ذریعہ لیلے اور یاد کرنے۔

وَهَاؤُمْ اَقْرَؤْا وَ اِشْبِیْہُ نَلَا یَرِدُ فَاَصْلُ الْعَمْرِ کَاہِ اَبْدَلَا



اور هَاوُومُ اَفْرُوْدُ الْكَبِيَّةِ والے میم سے اعتراض نہیں ہو سکا کیونکہ اس کے ہمزہ کی اصل بھی کاف ہی تھی پھر وہ ہمزہ سے بدل دیا گیا (۶) جمع کے میم میں سکون تخفیف کی بناء پر ہے کیونکہ کلام میں ضمیر کی کثرت سے آتی ہیں اس لئے میم کے ضمہ کے صلہ کو حذف کر دیا کیونکہ اس کا کسی سے التباس نہیں تھا واحد کی ضمیر سے نہ ہونا تو ظاہر ہے اور ثنیہ سے اس لئے نہیں کہ اس کے آخر میں لغت ہوتا ہے اور چونکہ کلام عرب میں کوئی اسم بھی ایسا نہیں ہے جس کا آخری حرف واد ہو اور اس سے پہلے ضمہ ہو اور جمع کی ضمیر بھی مشکلم کی ہو خواہ حاضری خواہ غائب کی اسم ہی کے قائم مقام ہے اس لئے صلہ کے حذف والی قراءۃ قوی ہے اور صلہ کے حذف کے بعد مزید آسانی کے لئے میم کو ساکن بھی کر دیا کیونکہ ضمہ واؤ پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس کا باقی رہنا واؤ کے باقی رہنے کے مرتبہ میں تھا نیز جس طرح واو ثقیل ہے اسی طرح ضمہ بھی ثقیل ہے اس لئے کہ یہ بھی واو سے قریب ہے اور ضمہ اور صلہ کی وجہ یہ ہے کہ یہی اصل ہے اور دلیل یہ ہے کہ جب جمع کے میم کے بعد کوئی اور ضمیر آ جاتی ہے تو پھر میم میں اجماعاً صلہ ہوتا ہے جیسے فَكْرُهُمْوَا - اَنْلَزْنَاهُمْوَا اور ضمیر کی کلمات گمان کی اصل پرے آیا کرتی ہیں ماہ گو اس صورت میں صلہ کا حذف اور سکون بھی منقول ہے لیکن وہ شاذ ہے۔ نیز عَلَيْنَهُمْوَا واد اور عَلَيْهِمَا میں الف اصل ہے اس بناء پر کہ ثنیہ اور جمع اپنی علامتوں کے ذریعہ واحد ہی سے بنتے ہیں اور قانون کی دونوں وجوہ دونوں لغتوں کے جمع کرنے کے لئے ہیں اور درشش کا حرف ہمزہ قطعی سے پہلے صلہ کرنا اس

بنام پہ ہے کہ اگر ایسا نہ کہتے تو نقل کے سبب میم پر تینوں حرکتیں آجاتیں اس لئے انہوں نے اس کو بہتر سمجھا کہ یہ میم اپنی اصلی ہی حرکت سے متحرک ہو (فاسی علی الشاطبی) علامہ یہ کہ جمع کے میم کے بعد یا تو ضمیر جڑتی ہے یا نہیں پہلی صورت میں اجتماعاً صلہ ہے لیکن یہ واضح رہے کہ دوسری ضمیر کُتْم اور تَمَّ ہی کے بعد آتی ہے مِمَّ کے بعد نہیں آتی اور دوسری تقدیر پر اگر میم کے بعد متحرک حرف ہو تو صلہ والوں کیلئے صلہ اور باقیں کیلئے سکون ہے اور اگر میم کے بعد ساکن حرف ہو تو وصل میں سب کیلئے صلہ کے بغیر ضمہ ہے لیکن عَلَیْهِمُ الْبَسَالُ - بِهِمُ الْأَسْبَابُ - إِلَيْهِمْ اِشْتِیْعٌ جیسی مثالوں میں البو عمرو کے لئے میم کا کسرہ اور باقیں کے لئے ضمہ ہے اور اس کی پوری تفصیل تئیر میں سورۃ ام القرآن میں دیکھو۔

۱۹: اَحْكَامُهَا ثَلَاثَةٌ تَمَّ تَمَّنْ ضَبَطُ اِخْتِاَفُ اَدْعَامٍ وَالْاَلْفَاظُ فَقَطُّ

ترجمہ: اس (میم ساکن) کے احکام تین ہیں (ادیہ) اس (شخص) کیلئے ہیں جس نے (ان تینوں کو خوب) یاد (اور محفوظ) کیا ہے (اور وہ تین حکم) اختفاء ہے (ادعہ) ادغام ہے (اظہار) ہے (ان کا شمار معلوم کرنے کیلئے یہی بیان) کافی ہے (یا جب تم نے ان تینوں کو معلوم کر لیا تو انہی پر اکتفا کرو اور بس کرو یعنی میم ساکن کے تین حکم ہیں عِلَّ بَا سے پہلے اختفاء جیسے هُمَّ بِهِ اور يَحْتَصِمُ بِاللَّهِ عِ مِمَّ کے بعد میم ہو تو ادغام جیسے وَهُمْ تَنْ عِلَّ بَا اور میم کے سوا کوئی اور حرف ہو تو اظہار جیسے عَلَیْهِمْ وَلَا - فَهُمْ بِيْ)

فائدہ: (۱) شیخ خالد فرماتے ہیں کہ فقط میں فائزائد ہے یعنی لفظ کے خوبصورت بنانے کے لئے ہے اور بعض کے قول پر مقدر شرط کے جواب کیلئے ہے پہلی صورت میں قَطُّ حَسْبُ کے معنی دے گا اور دوسری صورت میں اَنْتَہ کے معنی میں ہو گا یعنی اِذَا عَرَفْتَ ذَلِكَ فَاَنْتَہ (۲) اظہار اور ادغام اور اخفاء کے معنی اوپر پہلے اور دوسرے اور چوتھے حکم میں معلوم ہو چکے ہیں۔

## پہلا حکم میم اخفا

نَاوَلُ الْاِخْفَاءَ عِنْدَ الْبَاءِ وَتَمِمْ السَّغْوَى لِنَقْرَآءِ

ترجمہ: پس پہلا (حکم) بکے پاس (یعنی با سے پہلے میم ساکن کا) اخفا سے پڑھنا ہے اور تو قراء کے نزدیک اس (میم ساکن کے اخفا) کا (اخفاء) شفوی (ہونو) سے ادا ہونے والا اخفاء نام رکھ دے (یعنی با سے پہلے میم ساکن میں اخفاء ہوتا ہے اور اس کو اخفا شفوی کہتے ہیں کیونکہ جب میم کا خرج ہونٹوں میں ہے تو اس کا اخفا بھی ہونٹوں ہی سے ادا ہوتا ہے اور شفوی میں لغت کی روت سے ناکا فقہ ہے اور شعر میں سکون ضرورت کی بناء پر ہے)

فائدہ: نون ساکن ہونے کی تیسرے حکم میں لازم ہو چکا ہے کہ با سے پہلے اصلی میم ساکن ہو جو نون سے بدلا ہوا نہ ہو اس میں جمہور کے مذہب پر اخفاء مع الغنیہ ہے اور بعض کے مذہب پر اظہار ہے اور دونوں صحیح ہیں اور اخفاء صحابہ ہے اور بعض نے میم کا با

س ادغام بھی بتایا ہے جو لحن اور غلط ہے اور با سے پہلے نون ساکن اور نون سے  
 پہلے ہرے میم میں جو مِثْلُ بَعْدِ اَوَّلِ الْيَمِّ رُبَّمَا وغیرہ میں ہے اس میں اجماعاً  
 انعام ہے انعام قطعاً نہیں۔

## دوسرا حکم ادغام

۱۲: وَالثَّانِ اِدْغَامٌ بِمِثْلِهَا اَتَى

وَسَمِعَ اِدْغَامًا صَخِيرًا يَا فَتَى

ترجمہ: اور دوسرا (حکم میم ساکن کا) اس کے جیسے (دوسرے میم میں  
 ایسا) ادغام کر دینا ہے جو (قراءے آتیا) اور وارد ہوا ہے اور اسے جو ان  
 تو اس میم کے ادغام کا) ادغام صغیر نام رکھو گے۔

شرح: یعنی میم ساکن کے بعد دوسرا میم آجائے تو پہلے میم کا دوسرے میں  
 ادغام مع الذنہ ہوتا ہے اور میم کو ایک الف کے برابر کھینچنے سے بھی جیسے وَهُمْ يَتَنَ  
 مَا لَهُمْ يَتَنَ اللہ اور اس ادغام کو ادغام صغیر کہتے ہیں۔

فائدہ: (۱) جس حرف کا ادغام کرتے ہیں اسے مدغم اور جس میں کرتے ہیں  
 اسے مدغم فیہ کہتے ہیں پس وَهُمْ يَتَنَ میں پہلا میم مدغم اور دوسرا مدغم فیہ ہے اگر  
 ادغام میں مدغم پہلے سے ساکن ہو تو اس کے ادغام کو ادغام صغیر کہتے ہیں اور اگر مدغم  
 حرکت والا ہو پھر ساکن کر کے ادغام کیا ہو اسے ادغام کبیر کہتے ہیں جیسے قَيْلَ لَطَمَ

سے قبل تَلَمُّم (۲) پیدائش سے پندرہ سال کی عمر تک کے بچے کو طفل اور صغیر صَبِيّ - ذَرِيَّةً کہتے ہیں اور پندرہ سے تین سال تک کی عمر والے کو فَنِيّ اور تین سے چالیس تک کی عمر والے کو کھل (ادھیڑ) کہتے ہیں اور چالیس کے بعد والے کو شیخ کہتے ہیں۔

## تیسرا حکم اظہار

۲۲: وَالثَّالِثُ إِلَّا تَعَارَفِي الْبَقِيَّةُ

مِنْ أَحْرُوفٍ وَسَمِعَهَا شَفَوِيَّةً

ترجمہ: اور تیسرا (حکم) باقی (چھپیس) حروف سے پہلے (میم ساکن کا) اظہار سے پڑھنا ہے اور توان (چھپیس حروف) کا شَفَوِيّ (اظہار والے حروف) نام رکھ دے۔

شرح: پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ میم ساکن کے بعد باجوہ تو اخفا اور میم ہو تو اذفا ہو تا ہے اور الف میم ساکن کے بعد آنا ہی نہیں پس جب تین حرف نکل گئے تو چھپیس باقی رہ گئے ان سے پہلے میم ساکن میں اظہار ہوتا ہے اور اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں کیونکہ اظہار فلامیم بھی ہونٹوں ہی سے ادا ہوتا ہے۔

فائدہ: (۱) مِنْ أَحْرُوفٍ - الْبَقِيَّةُ کے فاعل سے ملتا ہے ای عَابَرْنَا مِنْ أَحْرُوفٍ اور فی مجازاً قبل کے معنی میں ہے اور أَحْرُوفٌ جمع تلت ہے

جو جمع کثرت کے معنی میں ہے (۳)، شَفَعَةً ہونٹ کے معنی میں ہے اور اس کی اصل کے بارہ میں درقول ہیں عَلَ شَفَعُوْهُ تَحَا اور اسی لئے پہلے واؤ سے لائے ہیں بڑا یہ کہ شَفَعَهُ تَحَا سے اور یہ مختار ہے کیونکہ اس کی جمع شَفَعَاءُ اور تصغیر شَفِيعَةٌ آتی ہے۔

## تنبیہ

۴۴: وَلَمْ يَخْذَرْ لَدَاوَادَ وَفَا أَنْ تَخْتَبِئَ

لَتَرْبِعًا وَإِلَّا تَعَادَ فَاغْرِبْ

ترجمہ: اور تو (میم ساکن کے) واو اور فا سے پہلے (ہونے کے وقت) اس (فات) سے ڈر کہ یہ (میم مخرج میں واو سے) اپنے قریب ہونے اور (فا کے ساتھ) متحد ہونے کے سبب اخفاء والا ہو جائے (یعنی جب میم ساکن کے بعد واؤ ہو جیسے کَسَبْتُمْ وَلَا يَأْفَا ہو جیسے هُمْ رَفِئْتُمْ تو اس میم میں اخفاء کرنے سے پورے احتیاط کے ساتھ بچنا چاہئے کیونکہ باکی طرح واو اور فا بھی ہونٹوں سے نکلتے ہیں فا کا مخرج تو میم سے قریب ہے کیونکہ یہ نیچے کے ہونٹ کے اندر ہے اور واو کا خود ہونٹوں ہی میں ہے اس لئے یہ میم کا ہم مخرج ہے پس اگر بے احتیاطی کے حبیب اس میم میں ذرا سا بھی اخفاء ہو جائے گا تو سننے والا یہ سمجھے گا کہ چونکہ با-میم-واو-فا چاروں ہونٹوں کے حروف ہیں اس لئے جس طرح میم ساکن میں با سے پہلے اخفاء ہوتا ہے اسی طرح واو اور فا سے پہلے بھی ہوتا ہوگا پس اس غلطی سے بچنے کیلئے

پوری احتیاط سے اظہار کرنا چاہئے) پس تو (اس خصوصی تاکید کی وجہ کو) سمجھ رہی ہے  
 لے (اور اس صورت میں میم کے اخفاء سے پرہیز بھی کر خلاصہ یہ کہ جب میم ساکن  
 کے بعد واو اور فا ہو تو اس میم میں اظہار اچھی طرح کرنا چاہئے اور اگر اس میں کمی کریں گے  
 تو یا تو میم میں اخفاء ہو جائے گا یا یہ واو اور فا کے مشابہ ہو جائے گا)

قائدہ: (۱) لَدَا - عِنْدَ کے معنی میں بھی ہوتا ہے اور فنی کے معنی میں بھی  
 پہلی صورت میں الف سے اور دوسری تقدیر پر یا سے لکھا جاتا ہے اور شاطبیہ میں عاوا لکھا  
 ہے کا لَدَا لُحْدَ بھی دوسری قسم سے ہے (۲) گویہ بات شعر ۲۲ سے بھی معلوم  
 ہو گئی تھی کہ واو اور فا سے پہلے بھی میم ساکن میں اظہار ہے کیونکہ ابا اور میم اور الف کے  
 سوا سب حروف میں اظہار بتایا تھا اور واو اور فا بھی ان میں شامل ہیں لیکن ان دونوں  
 سے پہلے دوبارہ تاکید کرنے کی خاص وجہ ہے جو ترجمہ میں درست ہو چکی ہے (۳) فَاغْرَفَ  
 کی فا کا کسرہ اس لئے ہے کہ یہ روی یعنی شعر کا آخری حرف ہے (۴)  
 اس شعر کا پہلا مصرع مقدمہ جزریہ سے لیا گیا ہے اور یہ علم بدیع کی عمدہ باتوں  
 میں سے ہے کہ کسی دوسرے مصنف کی عبارت کا کوئی حصہ لیکر اپنی عبارت میں  
 اس خوبی سے لایا جائے کہ دونوں بالکل ایک معلوم ہوں۔

حُكْمُ لَامِ اَلٍ وَلَا رِمِ الْفِعْلِ

یہ ال تعریفی کے لام اور فعل کے لام کے اظہار وادغام  
 کے حکم کا بیان ہے  
 اس میں پھر شعر  
 میں

۴۸

۲۴: بِلَامِ اَلْ خَالَانِ قَبْلَ الْاُخْرَتِ

اَوَّلَاهُمَا اِظْهَارُهَا قَلْبُوعَرَفَ

ترجمہ: (الف کے سوا ہجاء کے اٹھائیس) حروف سے پہلے اَل (تعریفی) کے لام کے دو حال (یعنی دو حکم) ہیں ان دونوں (حالوں) میں سے پہلا اس (لام) کا اظہار سے پڑھنا ہے پس مناسب (یہ) ہے کہ یہ (اظہار کا حکم آئندہ شعر سے) معلوم کر لیا جائے (کہ وہ کتنے حروف سے پہلے ہوتا ہے اور الف کے سوا اس لئے) کہا کہ وہ اَل کے بعد آجی نہیں سکتا کیونکہ اس سے دو ساکن جمع ہو جاتے ہیں)

اَل تعریفی کا پہلا حکم اظہار

۲۵: قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ عَشْرَةَ خَدَّ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ يَخْرُجَ رَجَعَتْ عَقِيمَةً

ترجمہ: (یہ اَل کے لام کا اظہار ان) چار (حروف) سے پہلے ہے جو دس کے ساتھ ہیں (یعنی چودہ حروف سے پہلے اَل کے لام کا اظہار ہوتا ہے پس لام کو ان حروف سے جہاں کہتے ہیں ملتے نہیں) تو اس (اظہار کے حروف) کے علم (اور پتہ) کو اَنْ يَخْرُجَ رَجَعَتْ عَقِيمَةً (کے چودہ حروف) سے حاصل کیے (یعنی) لام کے اظہار کے چودہ حروف وہ ہیں جو ان دو جملوں میں جمع ہیں اور ان جملوں کے معنی یہ ہیں کہ تو اپنے ارادہ (کی خوبی) کو طلب کر یعنی عہدہ اور نیک کاموں کا ارادہ کیا کر (یا تو اپنے بیت اللہ کے حج کی خوبی کو تلاش کر یعنی ملال اور پاک مال سے) کرنا کہ قبل ہو جائے یا حج میں اپنی پوری نگرانی رکھ یعنی حلقہ اور زائنی حج کرتے



اور دوسرے سب گناہوں سے پرہیز رکھ تاکہ تو اس حج کے بعد اس دن کی طرح گناہوں سے پاک اور صاف ہو جائے۔ جس دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا چنانچہ یہ مضمون حدیث میں اسی طرح آیا ہے) اور تو اس (حج میں) کے باوجود (اور بے اولاد حج) سے اندیشہ کر (یعنی اس سے ڈر کہ کہیں یہ حرام مال سے ہونے کے باعث یا دوسرے گناہوں کے سبب بانچہ اور بے ثواب نہ ہو جائے) اور ہجاء کے حساب سے ان حروف کی ترتیب اس طرح ہے: اَبْجَحْخَ عَنَّفَقَ مَوْهَی اور مثالیں بھی اسی ترتیب سے آئیں گی چنانچہ اَلْأَمْرُ - اَلْبَدِیْعُ - اَلْجَبْرِیْلُ - اَلْجَبْرِیْرُ - اَلْعَلِیْمُ - اَلْعَفْوَرُ - اَلْفَتَّاحُ - اَلْقَادِرُ - اَلْكَوْنُ - اَلْمُتَعَالِیْ - اَلْوَارِثُ - اَلْعَادِیْ - اَلْیَوْمُ اَلْمُیْنِدِ ان سب حروف سے پہلے لام کو جدا اور خوب صاف پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ سب میں لام پر جزم لکھا ہوا ہے اور بعد کے حرف پر تشدید نہیں ہے)

فائدہ: (۱) فَلْيُعْرَفْ متن کے نسخوں میں محمول بھی ہے اور معروف بھی اور دونوں صورتوں میں یا سے بھی ہے اور تلم سے بھی پس محمول اور یا سے ہونے کی صورت میں تو اس کی ضمیر حکم مذکور یعنی اظہار کیلئے ہوگی چنانچہ ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے اور شارح نے بھی اسی کو لیا ہے اور محمول اور یا کی تقدیر پر یہ نوٹ کامیغ ہے اور ضمیر اظہار کے حروف کیلئے ہوگی اور معروف کی تقدیر پر یا کی صورت میں یا کا صیغہ ہے اور ضمیر برک کیلئے ہے اور یا کی صورت میں یا کا صیغہ ہے لیکن آواز کے صانع معروف

پارکے لام کا اتیل لنت کی بنا پر (۱) قبل از ربع میں وزن کے سبب ہمزہ قطعی کو واصلی قرار دے کر حذف کر دیا (۲) اُنِغ یا تو یائی ہے اور مکتوب سے ہے پس نغی کے معنی میں اس نے اس چیز کی طرف نگاہ کی اور یہ دیکھا کہ یہ کس حال میں ہے یا یہ رُقْبَةُ وَاسْطَرَّة کے معنی میں ہے اور حاصل اس کا بھی وہی ہے جو پہلے معنی لکھے یعنی اس نے اس کے حال میں غور و فکر کیا اور ج مطلق ارادہ کو بھی کہتے ہیں چاہے جس کام کا ہو اور بیت اللہ کسج کا ارادہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے پس معنی یہ ہیں کہ تو اپنے کسج کو یا ارادہ کو غور سے دیکھ اگر اس میں خسراباں شامل ہو گئی ہوں تو ان کو بحال دے یا یہ بَخَا بَعُوْا واوی سے ہے جو نَصَو سے ہے اس صورت میں حَلَب کے معنی میں ہو گا یعنی اپنے کسج کی عمدگی اور پاکیزگی تلاش کر اور یائی کا مصدر بَخَاو - بُغِيَ - بُغِيَا اور بُغِيَةً ہے اور واوی کا بَعُوْا ہے (۴) عَقِيْم جس کے اولاد نہ ہو مرد ہو خواہ عورت یہ نَصَو - سَمِع - كَسَم تینوں سے آتا ہے یہاں اس سے مَبَاً استعارۃً مصرعہ کے طور پر وہ ج یا ارادہ مراد ہے جو سوال سے خالی ہو اور حقیقی معنی سے مناسبت خالی ہونے میں ہے کیونکہ بے اولاد آدمی بھی خالی ہوتا ہے۔

## اَل تَعْرِيفِي كَا دَوْسِرَا حَكَمِ ادْعَامِ

۲۷ ثَانِيَهُمَا ادْعَامُهُمَا فِي اَرْبَعٍ وَعَشْرَةٍ اَيْضًا وَرَمَزَهَا فَع

ترجمہ: (اَلَمْ کے لام کے) ان دونوں (حکموں) میں کا دوسرا (حکم) اس (لام،  
کا چار اور دس (یعنی چودہ ہی حروف) میں ادغام کر دینا ہے اور نو ان (چودہ حروف)  
کے اشارہ کو (آئندہ شعر کے چودہ کلمات کے شروع شروع والے حروف سے لیکر)  
محفوظ کر لے (اور یاد کر لے)

۲۷: (طَبْ) (ثَمَّ) (جَلَّ) (رَجَمًا) (تَهَنُّزُ) (ضِعْفُ) (ذَا) (نَبَعَمُ)  
(دَعَا) (مُهَوَّوْ) (ظَلَمَ) (زُرْ) (شَهْرِيْفًا) (تَهْلِكُ) (مُ)

ترجمہ: تو خوش رہ اور رشتہ کو جوڑ (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا  
سلوک کر لیا کرنے سے) تو کامیاب ہو جائے گا (اور دونوں جہاں میں چین پائے گا اور  
تو نعمتوں والے کا (یعنی حق تعالیٰ کا ہاں بن (یعنی مسجد میں کثرت سے جایا کر اور بیت اللہ  
نیک بھی پہنچنے کی کوشش کر اور) بے گمان کو ترک کر دے (اور اپنے دل کو رذیل  
عادتوں سے پاک اور صاف رکھ اور) بزرگی حاصل کرنے کیلئے شریف (انسان) کی زیارت  
کر (اور جہاں کے حساب سے ان ادغام کے چودہ حروف کی ترتیب یہ ہے: تَثَّ ذَ ذَر  
رَ سَ - مَضَضَ - طَطَّ - كَنَ جیسے التَّوَابُ - التَّوَابُ - الدَّوَابُّ -  
الذَّكْرُ - الرِّزَاتُ - الزُّورُ - السَّمِيعُ - الشُّكُورُ - الْعَمَدُ - النَّاسُ - الْإِطْلَاقُ  
الظَّاهِرُ - اللَّوَامَةُ - النَّافِعُ ان سب میں لام کو بعد والے حرف سے بدل کر اس  
میں ادغام کیا جاتا ہے اور اسی لئے ان سب حروف پر تشدید لگی ہوئی ہے لیکن جب  
لام کے بعد لام آتا ہے تو صرف ملا دینا ہی کافی ہو جائے بدلنے کی حاجت نہیں ہوتی،

فائدہ: لام میں تعریفی کی تید لگنے سے معمول اور زائدہ نکل گیا کیونکہ ان دونوں کا ادغام جائز ہے نہ کہ واجب اور اَلْ تعریفی کا واجب ہے۔

۲۸۔ وَاللَّامُ الْأُولَى مَعَهَا قَمَرِيَّةٌ

وَاللَّامُ الْآخِرَى مَعَهَا شَمْسِيَّةٌ

ترجمہ: اور پہلا لام جو ہے (جس میں اَلِیَحْجَاجُ الخ والے چودہ حروف سے پہلے اظہار ہوتا ہے) تو اس (لام) کا نام قمریہ رکھ دے (کیونکہ یہ اس لام کے مشابہ ہے جو وَالْقَمَرِ میں ہے اس لئے کہ جس طرح اس لفظ میں لام ظاہر رہتا ہے اسی طرح وہ لام بھی ظاہر ہی رہتا ہے جو ان چودہ حروف سے پہلے ہوتا ہے) اور دوسرا لام جو ہے (جس کا باقی چودہ حروف میں ادغام ہوتا ہے) تو اس (لام) کا نام شمسیہ رکھ دے (کیونکہ یہ وَالشَّمْسِ کے لام کی طرح ہے اس لئے کہ اس لفظ میں بھی لام ادغام کے سبب چھپ جاتا ہے اور اسی طرح وہ لام بھی چھپ جاتا ہے جو ان ادغام کے چودہ حروف سے پہلے ہوتا ہے اور شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ کی رائے پر قمریہ اور شمسیہ ان اظہار اور ادغام کے حروف کا نام ہے لام کا نہیں پس اُن کا لام ستارہ کی طرح ہے اور اظہار کے حروف چاند کی طرح ہیں جس کے کہنے سے ستارہ ظاہر رہا کرتے ہیں اسی طرح اظہار کے چودہ حروف سے پہلے بھی لام ظاہر رہتا ہے اور ادغام کے حروف سورج کی طرح ہیں جس کے کہنے سے ستارہ چھپ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان چودہ حروف سے پہلے بھی لام بھی چھپ جاتا ہے)

فائدہ: قَمَرٌ میں میم کا سکون ضرورت کی بناء پر ہے۔

## فعل کے لام کا حکم

۲۹: وَالْمُهْرَ لَامٌ فَعِلٌ مُطْلَقًا      فِي تَحْوِيلِ نَعْمٍ وَقُلْنَا وَالتَّقَى

ترجمہ: اور تو فعل (ماضی اور امر) کے لام کو قُلْ نَعْمٌ اور قُلْنَا اور التَّقَى جیسی مثالوں میں مطلقاً (اور بلا شرط) یقیناً اظہار سے پڑھ (یعنی جو لام اسم کے بجائے فعل میں آ رہا ہو جو ماضی میں تو درمیان میں بھی ہوتا ہے جیسے فَاَلْتَقَى الْمَاءُ اور فَاَلْتَقَى الْحَرْتُ اور فَاَلْتَقَطَهُ اور آخر میں بھی جیسے قُلْنَا - جَعَلْنَا - اَرْسَلْنَا - اَنْزَلْنَا اور فعل امر میں آخر ہی میں ہوتا ہے جیسے قُلْ نَعْمٌ اور اَنْزِلْنِي اس کو اظہار سے پڑھنا واجب ہے اور ادغام درست نہیں ہے لیکن یہ حکم لام اور را کے سوا اور حروف میں ہے پس اگر فعل کے لام کے بعد را ہو یا دوسرا لام ہو تو اس صورت میں اس کا بھی ادغام غرری ہے جیسے قُلْ رَبِّ اور قُلْ لَكُمْ عَلَ بلا شرط کے معنی یہ ہیں کہ فعل ماضی ہو خواہ امر نیز وہ لام درمیان میں ہو خواہ آخر میں ہر صورت میں اظہار واجب ہے عَلَ قُلْ نَعْمٌ سے امر کا اور قُلْنَا سے ماضی کا وہ صیغہ مراد ہے جس کے آخر میں لام ہو اور گوان میں لام اور نون متجانسین یا متعارفین ہیں لیکن اس پر بھی اظہار واجب ہے کیونکہ نون مَلَاو کے وہ حروف جن میں نون کا ادغام ہوتا ہے ان میں سے نون کے سوا کسی کا بھی نون میں ادغام نہیں ہوتا پس اگر لام کا نون میں ادغام کر دیتے تو اجنبی سا محسوس ہوتا

اس بناء پر اظہار ہی کو اختیار کیا اور النَّاسُ - النَّاسُ وغیرہ میں جو اُن کے لام کا نون میں ادغام ہوتا ہے وہ اس لئے ہے کہ اُن تفریق کے بعد نون کثرت سے آتا ہے اور حَلّ اور بَلّ کے لام کا نون میں ادغام صرف کسائی کی قراءۃ میں ہے مَعْدِنُ النَّحْلِ اور فَالْتَقَمَتْ سے مراد وہ اضی ہے جس کے درمیان لام آرہا ہو اور اس صورت میں اظہار اس لئے واجب ہے کہ بعد کے حرف کا مخرج لام کے مخرج سے دور ہے اور ادغام یہ چاہتا ہے کہ دونوں حرفوں کو ملا کر ایک کر دیا جائے مَعْدِنُ النَّحْلِ۔ اور حق یہ ہے کہ لام فعل کا اظہار اس لئے ہے کہ اس میں اور اُن تفریق کے لام میں فرق ہو جائے

فِي الْمَثَلِينَ وَالْمُتَقَارِبِينَ وَالْمُتَجَانِسِينَ  
یہ باب مثلیں اور متقاربین اور متجانسین کے ادغام کے بیان میں ہے

یعنی ان تینوں قسموں میں سے ان حروف کے بیان میں جن میں تمام قراریں  
ادغام واجب ہے۔

۳۰: اِنْ فِي الصِّفَاتِ وَالْمَخَارِجِ اَلْفَقُّ

حَرْفَانِ فَالِثَلَاثِ فِيهِمَا اَحَقُّ

ترجمہ: اگر دو حرف مخارج اور صفات (دونوں) میں یکساں ہیں (یعنی

دونوں کا مخرج بھی ایک ہوا اور صفات بھی ہر ایک میں وہی ہوں جو دوسرے میں ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی حرف دو بار آ رہا ہو جیسے دو بائیں دو تائیں دو دال دو ذال دو لام جیسے فَاخْرَجْتَهُمْ اور رِيحَتْ تَجَارَتُهُمْ۔ وَتَدَخَّلُوا۔ اِذْ ذَهَبَ۔ بَلْ لَا يَخَافُونَ، تو ان دو (حرفوں) کے بارہ میں مِثْلَانِ لَاتِ تر ہے وہی جب ایک ہی حرف دو بار آ رہا ہو جس کی مثالیں درج ہو چکی ہیں تو ان دو حرفوں کو مثلین کہتے ہیں پس اگر ان میں سے پہلا ساکن ہو اور داو مدہ اور یا مدہ نہ ہو تو تمام قراء کیلئے پہلے حرف کا دوسرے میں ادغام واجب ہے اسی لئے ان سب مثالوں میں دوسرے حرف پر تشدید لگی ہوئی ہے اور سب میں ادغام ہو رہا ہے پس اگر پہلا ساکن یا مدہ ہو جیسے بَنِي يَكْتُمُ یا داو مدہ ہو جیسے قَالُوا وَهُمْ تَوَافُّهَار واجب ہے کیونکہ اس صورت میں ادغام کرنے سے مدہ کا مدہ ہونا باقی نہیں رہتا اور بڑی اور ابو عمرو کی یا ئے ساکن سے ابدال والی قراۃ پر والی تَبَيَّنْ ادغام سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں دو تعلیلیں تو پہلے ہی ہو چکی ہیں اس بنا پر کہ یہ وَاِچْنِ تھا پھر تخفیف کی غرض سے یا کو حذف کر دیا۔ اس لئے کہ وہ کسرہ کے بعد کلمہ کے آخر میں تھی یہ ثقیل ہونے کے سبب عام قیاس کے خلاف ہمزہ کو یا سے بدل لیا دو تعلیلیں تو یہ ہو گئیں اب اگر ادغام بھی کر دیں گے تو کلمہ میں تین تعلیلیں جمع ہو جائیں گی اور دوسری وجہ میں ادغام بھی ہے اور نشر میں دونوں کو صحیح اور غل کے قابل بتایا ہے اور اگر مثلین میں کا پہلا حرف سکتہ کی تھا ہو جو مَالِيَةً هَلَكَتْ (عائدۃ) میں ہے تو اس

میں بھی اظہارِ ادغام دونوں ہیں اظہارِ اس لئے کہ یہ ہا زائد ہے جو وقف والے حرف کی حرکت کے ظاہر کرنے کے لئے لائی گئی ہے اور ادغامِ اصلی حروف کے احکام میں سے ہے اور ادغامِ اس لئے کہ جو کثیفۃً اتنی میں نقل کرتے ہیں وہ اس کو اصلی صلا کے مرتبہ میں قرار دیتے ہیں ابو شامہ فرماتے ہیں کہ مَا لَيْتَهُ هَلَاكَ فِيں اظہارِ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس صا پر تھوڑا سا وقف کیا جائے رہا وصل ہو اس میں یا تو ادغام کرنا پڑے گا یا صا کو حرکت دینی ہوگی اور اگر نہ ادغام ہوئے حرکت تو پھر قاری اس پر وقف کرنے والا ہوگا گو وصل کی جلدی کے سبب اسے محسوس ہو۔ انتہی اور جب پہلا حرف ساکن ہو تو اس کے ادغام کو ادغامِ صغیر کہتے ہیں اور جب دونوں حرکت والے ہوں تو ان کے ادغام کو ادغامِ کبیر کہتے ہیں جیسا کہ آگے آتا ہے)

- ۳۱۔ وَإِنْ يَكُونَا مَخْرَجًا تَقَارَبَا وَفِي الصِّفَاتِ اخْتِلَافًا يُلْتَبَا  
 ۳۲۔ مُتَقَارِبَيْنِ أَوْ يَكُونَا اتَّفَقَا فِي مَخْرَجٍ حُوتِ الصِّفَاتِ حَقَقَا  
 ۳۳۔ بِالْمُتَقَارِبَيْنِ ثُمَّ إِنَّ سَكَنَ أَوَّلَ كُلٍّ فَالْمَغْيُورُ سَمِينُ  
 ۳۴۔ أَوْ حَرَكَةُ الْمُتَقَارِبَيْنِ فِي كُلِّ فَعْلٍ كُلٌّ كَيْدٌ وَافْقَمْنَهُ بِالْمَثَلِ

ترجمہ: اور اگر وہ دونوں (حرف) مخرج میں قریب قریب ہوں اور (کچھ) صفات میں دونوں جہاد ہوں (گو بعض میں یکساں بھی ہوں جیسے دال اور سین کہ ان کا مخرج الگ الگ ہے اور تین صفتوں میں متفق ہیں اور تین میں ہر ایک دوسرے سے جہاد ہے)



تو وہ دونوں (حرف) متقارین (کا) لقب وئے جلتے ہیں (یعنی جن دو حرفوں کا مخرج قریب قریب ہو اور بعض صفتوں میں بھی جدا جدا ہوں ان کو متقارین کہتے ہیں) اور (اگر وہ دونوں (حرف) مخرج میں یکساں ہوں نہ کہ صفات میں بھی تو وہ دونوں متجانسین کے ساتھ ثابت کئے گئے ہیں (اور نام رکھے گئے ہیں یعنی جن دو حرفوں کا مخرج ایک ہو اور کچھ صفات میں جدا جدا ہوں جیسے دال ادڑتا اور تا اور ظا اور ذال اور ظان کو متجانسین کہتے ہیں پس جن دو حرفوں میں ادغام ہوتا ہے ان کی تین قسمیں ہوں گی ۱۔ مثلین ۲۔ متجانسین ۳۔ متقارین) پھر اگر (ان تینوں قسموں میں سے) ہر ایک کا پہلا (حرف) ساکن ہو (جیسے فَاخْبِرْ بِقَدِّ - عَبْدُكُمْ اور اِذْ خَلَوْا تو تو بلا شک اس کے ادغام کا ادغام) صغیر نام رکھ دے اور (اگر ان تینوں قسموں میں سے) ہر ایک میں وہ (ادغام کے) دونوں حرف حرکت والے ہوں تو تو کہہ دے کہ (ان میں سے) ہر ایک (کا ادغام ادغام) کہہ دے اور نو اس (پہرے بیان) کو مثالوں کے ذریعہ ضرور سمجھ لے (یعنی اگر مثلین اور متجانسین اور متقارین میں کے دونوں حرفوں پر حرکت ہو جیسے قَاتِلْ لَكُمْ - وَلَمَّا تَطَافَتْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ تو ان کے ادغام کو ادغام کہہ دیتے ہیں اور ہم نظم میں اس باب کی مثالیں نہیں لائے ہیں اس لئے تم خود قرآن میں سے تلاش کر لو اور باب کو خوب سمجھ لو)

فائدہ: (۱) ادغام لفظ میں آسانی پیدا کرنے کیلئے ہوتا ہے کیونکہ اس میں دو حرفوں کے ادا کرنے کیلئے مخرج کو ایک ہی بار حرکت ہوتی ہے اور اس کے

سبب تین ہیں ۱۔ تامل دونوں حروف کا بالکل ایک ہونا جیسے با اور باء تاجان  
 دونوں حروف کا مخرج میں ایک اور بعض صفات میں جدا ہونا جیسے دال اور دال اور ذال  
 اور ظا ہیں دوسری بعض صفات سمان میں یکساں ہوں خواہ بعض میں جدا ہوں۔ ۲۔ تقارب  
 دو حروف کا مخرج میں قسریب قریب ہونا۔ (۲) اگر مثیلین اور متجانسین میں سے  
 پہلا حرف ساکن ہو تو اس میں سب قراء کے لئے وجوہی طور پر ادغام ہے لیکن مثیلین  
 میں سے مدہ کا اظہار ضروری ہے اور متجانسین میں سے طقی کا حلقی میں ادغام نہیں  
 ہوتا جیسے نَاصِغٌ عَنْهُمْ اور اسی طرح حلقی میں سے متعارفین میں بھی نہیں ہوتا جیسے  
 سَيِّحٌ اور اسی طرح غین کا قاف میں بھی نہیں ہوتا جیسے لَا تَزِغْ قُلُوبَنَا اور متعارفین  
 میں سے زون کا یَزْمَلُو کے پانچ حروف میں اور آل کے لام کا چودہ شسی حروف  
 میں سب کے لئے اور با کا میم میں اور اذ کے ذال کا تَجِدْ زَمْص کے چھ میں اور  
 قَدْ کے دال کا جَدْ زَمْ۔ شَمْ۔ ضَمْ کے آٹھ میں اور تانیت کی تلم کے ساکنہ کا  
 تَجَزَّ سَمْص کے چھ میں اور هَلْ کے لام کا نَنْ کے تین میں اور بَلْ کے لام کا  
 تَزْ۔ سَمْ۔ طَلَنْ کے سات میں بعض قراء کے لئے ہوتا ہے (۳) ادغام کی دو قسمیں  
 ہیں ناقص جس میں مدغم کا اثر باقی رہے جیسے یا اور واویں ادغام کرتے وقت  
 زون کا غنہ اور طاکا تا میں ادغام کرتے وقت طاکا کا اطباق باقی رہتا ہے اور  
 اَنْتُمْ تَخْلُقُكُمْ مرسلت میں سب کے لئے کامل اور ناقص یعنی قات کے استعلاء  
 کا باقی رکھنا اور نہ رکھنا دونوں درست ہیں لیکن کامل ادنیٰ ہے (۴) ادغام مغیر

اگر مثلیں میں ہو تو صرت اول کو ثانی میں ملا کر اس کو مشدّد کر دینا کافی ہے جیسے وَقَدْ خَلَوْا  
اور اگر متجانسین اور متقاربین میں ہو تو دو کام کرنے پڑتے ہیں۔ اول کو ثانی سے بدلنا  
مثلاً پھر ملا دینا جیسے وَقَالَتْ خَلَّافَةٌ اور قُلْ رَبِّ اور ادغام کبیر میں مثلیں میں دو  
عمل ہوتے ہیں اول کو ساکن کرنا پھر دوسرے میں غائب جیسے قَبِيلٌ تَهُمُّ اور متقاربین  
اور متجانسین میں تین عمل ہوتے ہیں۔ اول کو ساکن کرنا مثلاً پھر دوسرے سے بدلنا  
مثلاً پھر اس میں ملا دینا اور مشدّد کر دینا جیسے وَثَلَّتْ طَائِفَةٌ اور مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ  
پس ان کو صغیر اور کبیر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اول میں عمل کم اور ثانی میں زیادہ کرنا  
پڑتا ہے نیز قرآن میں صغیر کم موقعوں میں اور کبیر زیادہ مقامات میں آیا ہے (۵) بعض کی  
رہائے پر متجانسین وہ دو حروف ہیں جو صفات میں متفق ہوں اور مخرج میں جدا ہوں۔  
(۶) دو مخربوں کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کن دونوں میں اتصال بھی معلوم  
ہوتا ہو اور ساتھ ہی دونوں میں کسی نذر جدائی بھی ہو جیسے قاف اور کاف۔ یا سببویہ  
کی رائے پر لام اور نون۔ اور متقاربین کی دوسری تعریف یہ ہے کہ دو حروف مخرج  
اور صفات دونوں میں یا صرت صفات میں قریب قریب ہوں (۷) متجانسین میں  
سے اول کے ساکن ہونے کی صورت میں فعل کے لام کا نون میں ادغام نہیں ہوتا  
جیسا کہ شعر ۱۹ میں معلوم ہو چکا ہے (۸) توی کا ضعیف میں ادغام نہیں ہوا کرتا  
اسی لئے اَفْضَحْتُمْ میں ضاد کا آئیں اور اسی طرح نَبَنِ اضْطَرَّ میں ضاد کا طاء  
میں نہیں ہوا کیونکہ ضاد میں استطالت ہے جس کی بنا پر وہ توی ہے۔

فائدہ: ۲۔ اس تحقیق میں کہ حرکت اور سکون آیا مخرج کی صفتیں ہیں یا حرف  
 کہ شہاب کہتے ہیں کہ حقیقت کی رو سے حرکت اور سکون جسموں کی صفات میں  
 سے، یا پس یہاں یہ دونوں زبان کی صفتیں ہیں یعنی حروف کے ادا کرتے وقت زبان  
 اور مخرج ہی کو حرکت ہوتی ہے اور سکون بھی اسی میں آتا ہے پس حرف کو متحرک  
 اور ساکن کہنا مجازی معنی میں پھر یہ معنی شائع اور مشہور ہو کر حقیقتِ عرفیہ بن گئے  
 اور ابن القیم کہتے ہیں کہ گو حرف عرض ہے جو مستقل نہیں بلکہ آواز کے ساتھ قائم ہے  
 لیکن چونکہ اس کے ادا کرنے میں مخرج کو حرکت اور جنبش ہوتی ہے اور وہ حرف کا فعل  
 ہے اس لئے عمل کے تابع ہونے کے سبب حرف کو بھی متحرک کہہ دیتے ہیں کیونکہ اعراض  
 گو خود متحرک نہیں ہوتے لیکن اپنے محل اور جگہ کے متحرک ہونے کے سبب اعراض بھی  
 متحرک بن جاتے ہیں پس یہ شبہ رفع ہو گیا کہ غایۃ جو حرف کے بارہ میں ہے کہتے ہیں کہ یہ  
 حرکت والابے یا حرکت والا ہو گیا ہے یہ ان کا تساہل ہے کیونکہ حرکت کسی جسم کے  
 ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جانے اور چلا جانے کا نام ہے اور حرف  
 آواز کے جزو کا نام ہے اس لئے یہ محال ہے کہ حرکت حرف کے ساتھ قائم ہو  
 کیونکہ وہ عرض ہے اور حرکت جوہر ہے جو عرض کے ساتھ قائم نہیں ہو سکتا پس  
 حقیقت کی رو سے تو متحرک وہ عضو ہے جس سے حرف نکلتا ہے یعنی ہونٹ۔ زبان۔  
 نالو اور حلق اور غیشوم وغیرہ اور سید شریفؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ حرکت اور  
 سکون مشہور معنی کے اعتبار سے تو جسموں ہی کے ساتھ خاص ہیں لیکن حرف کو

متحرک کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد مد کے تینوں حروف میں سے کسی ایک کا تلفظ کر سکتے ہیں اور ساکن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ یہ حرف اس حال میں ہے کہ اس کے بعد مدہ کا ادا کرنا ممکن نہیں۔

## اقسام المد مد کی قسمیں

اس میں سات  
شعریں

مد یعنی کھینچنا اور بعض کے قول پر زیادہ کرنا چنانچہ اَمَدٌ حَتَّى اَمَدًا کو زِدَّتْ زِيَادَةً کے معنی میں استعمال کرتے ہیں یعنی میں نے اس میں خوب اضافہ کر دیا اور يُمَدُّ دُكُمُ (نوح غ) بھی يَزِدُّكُمْ کے معنی میں ہے اور قراء کی اصطلاح میں مد اس شکل کا نام ہے جس کو قراء نے حروف مددین پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا ہے اور یہ نہ حرکت ہے نہ سکون نہ حرف نہیں یہ حرف کی صفت ہے اور مد کی شکل میم اور دال ہے کیونکہ یہ دو حروف سے بنا ہے جو نطق کے بغیر ہے یعنی اس شکل سے مدہ کے دراز کرنے کا کام لیتے ہیں اس کی جگہ کوئی حرف پڑھنے میں نہیں آتا۔ اور اس کو ٹیڑھا اس لئے لکھتے ہیں کہ یہ سیدھا ہونے کی صورت میں الف کے مشابہ نہ ہو جائے اور جمع کا تشبیہ سے لکھا نہ ہو جائے اور دوسرے الفاظ میں مد حرف کی آواز کے زمانہ کے دراز ہونے اور اس کے بعد حمزہ یا سکون کے پائے جانے کے وقت اس کی اصلی مقدار میں

نزداتی کر دینے کا نام ہے اور لین کا مدد کے لئے کم ہوتا ہے۔

علا مد کے لئے ایک حد ہے جس پر وہ ختم ہو جاتا ہے ضروری تنبیہ: جیسا کہ سفیدی کے لئے بھی ایک حد ہے جس پر وہ کامل ہو جاتی ہے اور جو حد سے بڑھ جاتی ہے تو سفیدی کے بجائے اس کو برص اور کوڑھ کہتے ہیں اسی طرح زلف کے مڑی ہوئی ہونے کی بھی ایک حد ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ مڑی ہوئی ہو تو اس کو الجھی ہوئی کہتے ہیں اور وہ ناپسندیدہ بن جاتی ہے اسی طرح وہ مد جو اپنی مقدار سے زیادہ ہو جائے وہ بھی قراءۃ نہیں ہے اس کا اختیار کرنے والا جمہور کے مسلک سے نکل جاتا ہے علا اور مد کو مقصور و محدود میں فرق کرنے کے لئے مقرر کیا ہے جو قراء کے ترتیل اور مدد والے مذہبوں کے موافق زیادہ اور کم ہوتا ہے اور اس کی اصلی حد کا صحیح اندازہ شیخ کے مد سے سننے کے بعد ہوتا ہے۔

## مد کی دو قسمیں اور اصلی اور طبعی مد کی تعریف

۳۵۔ وَاللَّهُ أَصْلَىٰ وَقَرِئَةً لَهُ وَسَمِعَ أَوَّلًا طَبِيعِيًّا وَهُوَ  
۳۶۔ مَا لَا تَوَقَّفَ لَهُ عَلَى سَبَبٍ وَلَا يَدُّ وَكَهَ الْحَرَوْنِ مُجْتَلَبٌ  
۳۷۔ بَلْ أَيْ حَرْفٍ عَزِيزٌ أَوْ سَكُونٌ جَاءَتْ مَدَّةٌ فَالطَّبِيعِيُّ يَكُونُ

ترجمہ: اور مد اصلی ہے اور فرعی (بھی) ہے جو اسی (اصلی) کیلئے ہے (یعنی

اسی کی شاخ ہے) اور تو پہلے (مد یعنی اصلی) کا نام طبعی (اور ذاتی بھی) رکھ دے اور یہ (طبعی کشش کی) وہ (مقدار) ہے جس کے لئے سبب پر موقوف ہونا نہ ہو اور نہ اس (مقدار) کے بغیر (مد کے تیزوں) حروف پلٹے جاتے ہوں (اور وجود میں آتے ہوں) بلکہ ہمزہ اور سکون کے سوا جو حرف (بھی) مد کے بعد آئے (یعنی مد کے بعد ہمزہ اور سکون نہ ہوں اور ان کے علاوہ چاہے جو نہ حرف ہو اس صورت میں جو ایک الفی مد ہو تا ہے) وہ (مدِ مرقط) طبعی (اور اصلی ہی) ہوتا ہے (یا اس صورت میں مدِ طبعی پلٹا جاتا ہے)

شرح: یعنی مد کی دو قسمیں ہیں اصلی اور فرعی اور اصلی کو طبعی اور ذاتی بھی کہتے ہیں۔ اور اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہے اور یہ نہ تو اس پر موقوف ہے کہ مد کے بعد کوئی سبب ہمزہ یا سکون آ رہا ہو اور نہ اس مقدار کے بغیر حروف مد کا وجود ہی ہو سکتا ہے یعنی مد ادا ہی جب ہو تا ہے جب اس کو ایک الف کے برابر کیچنچ دیا جائے۔ اور طبعی اور اصلی مد کی بالکل آسان سی پہچان یہ ہے کہ الف۔ یا اور واو مد کے بعد نہ تو ہمزہ ہو اور نہ سکون بلکہ کوئی اور حرف آ رہا ہو جیسے اَیَّاکَ۔ الَّذِیْ۔ اَلْمُغْضُوْبُ اس حالت میں جو ایک الفی مد ہو تا ہے اسی کا نام مدِ طبعی اور اصلی اور ذاتی ہے اور اگر مد کے بعد ہمزہ ہو جیسے جَاءَ۔ جِئْتُ۔ مَوَدَّوْ یا سکون ہو جیسے اَلنَّاسُ۔ اَلْعَلِیِّیْنَ۔ رَسُوْلٌ۔ تو اس صورت میں مد میں ایک الف سے زیادہ مد ہو تا ہے اور اس کو مدِ فرعی کہتے ہیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

حاصل یہ کہ طبعی مدوہ ہے جو مدہ کے بعد ہمزہ اور سکون کے نہ ہونے کی صورت میں ہوتا ہے اور فرعی وہ ہے جو ہمزہ یا سکون کے آنے سے ہوتا ہے۔

نائدہ: (۱) ماصلی کو طبعی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ طبیعت کے تضافہ کے موافق ہے یعنی سلیم الطبع انسان کی طبیعت یہی چاہتی ہے کہ مدہ کو ایک الف کے برابر کہیں پنا چلے پس اگر اس مقدار سے کم کہیں نہیں گئے تو مدہ نہیں رہے گا اور یہ تلاوت ناقص ہوگی کیونکہ کلام الہی میں بہت سے حروف کم ہوجائیں گے اس لئے اس کا بہت خیال رکھنا چاہئے (۲) غَیْرُ کی را میں رفع اور جرد دونوں ہیں کیونکہ یہ یا تو اُنّی کی صفت ہے یا حَرْف کی (۳) اَلطَّبِیْعِیّ یا تو یُکُوْن کی خبر ہے اور اسم مد کی ضمیر کو کہیں گے یا یہ مبتدا ہے اور یُکُوْن تامة ہے جو یُوْجِدُ کے معنی میں ہے اور خبر ہے (۴) اُنّی اسم شرط ہے اور چونکہ یہاں شرط ماضی ہے اس لئے اس کی جزا یعنی یُکُوْن میں رفع جزم سے اولیٰ ہے اور اس میں تذیل بھی ہے جس کے معنی ہیں اس شعر میں کسی حرف کا زیادہ کر دینا جس کے آخر میں وَتِدْ مجموع ہو اور یہ رجز میں اور خصوصاً مجزویں شاذ ہے۔ نیز اس لئے کہ اس کا کثرت سے آنا بسیط اور کامل کے سوا کسی اور قسم میں مطرد نہیں ہے۔

(۵) مد کے لئے سبب اور شرط دو چیزوں کی ضرورت ہے اس لئے آئندہ شعر میں سبب کو بیان فرماتے ہیں۔



## مدِ فرعی کی تعریف اور مد کے سبب کا بیان

۳۸۔ وَالْآخِرُ الْفَرَعِيُّ مُرَوِّقٌ عَلَى سَبَبٍ كَهْمَزٍ أَوْ سُكُونٍ مُسَجَّلًا

ترجمہ: اور دوسرا (مدِ فرعی ہے) (اور وہ) سبب پر مروقوف ہے (اور وہ سبب) ہمزہ یا سکون (یا دونوں) کی طرح ہے (کیونکہ لیشاء وغیرہ میں وقفاً (دونوں جمع ہو جاتے ہیں) حالانکہ وہ (سکون) بلا قید کر دیا گیا ہے (یعنی عام ہے کہ مد کے بعد کا سکون اصلی اور لازم ہو جو ہر حال میں رہتا ہے۔ جیسے اَلْأَنَّ حَاجَةً وغیرہ میں ہے یا عارضی ہو جو وقف یا ادغام کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے جیسے لَيْمِ الذِّبِّ اور التَّرْجِيمِ مِلَالٍ غرض مدِ فرعی وہ ہے جو مد کے بعد سبب یعنی ہمزہ یا سکون کے آنے سے ہوتا ہے)

فائدہ: (۱) سبب میں با کا سکون تخفیف کی بناء پر ہے (۲) مدہ میں داس کے قوی کرنے کیلئے ہوتا ہے کیونکہ مدہ ضعیف ہے جو توجہ نہ کرنے سے غائب بھی ہو جاتا ہے اور ہمزہ سے پہلے اس لئے بھی ہوتا ہے کہ ہمزہ کے ادا کرنے پر قدرت ہو جائے (۳) مد نہ تو حرک ہے نہ حرکت ہے بلکہ حرک کی صفت ہے جیسا کہ باب کے شروع میں بھی معلوم ہو چکا ہے (۴) مد کے سبب کی دو قسمیں ہیں ۱۔ لفظی جو لفظ میں پایا جائے اور وہ ہمزہ اور سکون ہے ۲۔ معنوی جو لفظ میں نہیں ہوتا اور معنی کے ظاہر کرنے کیلئے کیا جاتا ہے اور معنوی بھی دو ہیں ۱۔ لفظی میں مبالغہ یعنی لفظی کو

ذوب اور پوری طرح ظاہر کر دینا اور اسی لئے طیبہ کے طریق سے امام حمزہ نفی جنس کے لایں تو وسط کرتے ہیں جیسے لَادَنْیَبٍ اور فَلَا مَرَدَّ وغیرہ علی تعظیم یعنی شان کی بڑائی ظاہر کرنا اور یہ لفظ اللہ میں ہوتا ہے اس میں نقباء نے سات العنکے برابر مد کرنا بھی درست بتایا ہے (۵) اس باب میں اصل مقصود مد فرعی ہی کا بیان کرنا ہے پس جس قسم میں کچھ بھی نہ بتائیں اس میں اصل کے موافق تصریح سمجھ لینا چاہئے (۶) طبعی مد کو پورے احتیاط سے ادا کرنا چاہئے پس بسم اللہ میں دونوں الفوں کو اور اسی طرح اس داو۔ یا مدہ کو جن کے بعد مد کا سبب نہ ہو غرض تینوں کو ایک العنکے برابر کھیٹنا چاہئے۔ کیونکہ اس کے بغیر مدہ کی ذات باقی نہیں رہتی۔

## مد کی شرط یا اس کے موجب کا بیان

۳۹: حُرُوفُهُ ثَلَاثَةٌ فِعْيَهَا مِنْ لَفْظٍ وَآيٍ رَوَّحِي فِي تَوْجِيحِهَا

ترجمہ: اس (مد) کے حروف تین ہیں (اور وہ داو۔ الف اور یا ہیں) پس (اے طالب علم یا اے نفس) تو ان کو دوائی کے لفظ سے (لیکر) محفوظ (اور یاد) کر لے اور یہ (تینوں قرآن مجید کے الفاظ میں سے) تَوْجِيحِهَا (ہودع) میں (جمع) ہیں۔

## ان تینوں واو۔ الف اور یا کے مدہ ہونے کی شرط

۴: وَاللّٰهُمَّ تَبَلَّ اَلِیَا وَتَبَلَّ الْوَاوِ وَتَبَلَّ  
مَشْرُطٌ وَفَتْحٌ تَبَلَّ الْفَ یُلْتَزَمُ

ترجمہ: اور یا (مے ساکن) سے پہلے زیر (کا) اور واو (ساکن) سے پہلے  
پیش (کاپایا) جانا ان دونوں کے مدہ ہونے کی شرط ہے (یعنی واو اور یا مدہ جب  
ہوتے ہیں کہ یہ دونوں ساکن ہوں اور یا سے پہلے زیر اور واو سے پہلے پیش ہی  
اور الف سے پہلے زبر (ہی) لازم کیا جاتا ہے (یعنی الف ہمیشہ مدہ ہی رہتا ہے کیونکہ  
یہ ہر حال میں ساکن ہوتا ہے اور اس سے پہلے حرف پر بھی زبر ہی ہوتا ہے رہے واو  
اور یا موان کی پانچ حالتیں ہیں: ۱۔ یہ دونوں ساکن ہوں اور واو سے پہلے  
پیش اور یا سے پہلے زیر ہو جیسے رَسُوْلٌ اور فِیْمَا۔ اس صورت میں  
ان دونوں کو مدہ کہتے ہیں ۲۔ یہ دونوں ساکن اور ان سے پہلے حرف پر  
زبر ہو جیسے الْقَوْلُ۔ وَالصَّیْفُ اس صورت میں ان کو حرف لین کہتے  
ہیں ۳۔ ۴۔ ۵۔ ان دونوں پر زبر زیر یا پیش ہوں صورتوں میں ان کو حرف ملت  
کہتے ہیں اور مدہ اور لین نہیں کہتے)

واو اور یا کے لین ہونے کی شرط

۵: وَاللّٰہُ مِنْهَا اَلِیَا وَوَاوٌ سَكَنًا  
۶: اِنْ اِنْسَاحٌ قَبْلَ کُلِّ اَعْلٰی

ترجمہ: اور لین (کے حرف) بن (تینوں) میں سے یا اور ناد ہیں (جبکہ) یہ دونوں ساکن ہوں اگر (دونوں میں سے) ہر ایک سے پہلے (حرف پہ) فتح زبر (بھی) ظاہر کیا جائے (اور پایا جائے یعنی واؤ اور یکے لین ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ دونوں ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے بُؤ - جُئ اور الف لین ہوتا ہی نہیں) فائدہ: (۱) فَعِيْجَا میں عی یا تو امر کا واحد مذکر حاضر ہے اور اس کی یا یا تو اشباعی ہے جو زیر کے کھینچنے سے پیدا ہو گئی ہے یا اس کا لام کلمہ ہے اور یا کا اثبات اس لغت کی بناء پر ہے جس پر مضارع کو جزم دینے میں اس کے ضم کے حذف کر دینے ہی کو کافی سمجھا جاتا ہے اور امر اسی علامت پر مبنی ہوتا ہے جس سے اس کے مضارع میں جزم آتا ہے یا یہ واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہے اور یا تانیث کی ضمیر ہے اس صورت میں فاعل ہر ایک مخاطب کا نفس ہو گا اور اس صورت میں یہ مشہور لغت کے موافق ہو گا (۲) وَاٰی - وَاٰی یَبْقٰی کا مصدر ہے جو وعدہ کرنے کے معنی میں ہے پھر یا مُر کے قاعدہ سے وَاٰی کا ہمزہ الف سے بدل گیا (۳) حُرُوفِ مدہ کو مدہ بھی کہتے ہیں کیونکہ ان میں آواز مخرج میں دراز ہوتی ہے اس بناء پر کہ ان کا خرج وسیع ہے اور یہ حروف ضعیف ہیں اور بروائیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ ہوا پر ختم ہوتے ہیں اور جو فیہ بھی ہیں کیونکہ منہ کے خالی حصہ سے ادا ہوتے ہیں اور خفیتہ بھی ہیں اس لئے کہ نرمی کے سبب ان کی آواز قدرے پوشیدہ رہتی ہے اور الف خفی تر ہے اور اسی لئے بعض کا قول ہے کہ مدائخی تینوں حروف میں اس لئے ہوتا ہے کہ ان کی ذات ہی میں

مد موجود ہے اور چونکہ یہ اکثر ساکن ہوتے ہیں اس لئے جب ان پر حرکت ہوتی ہے تب بھی وہ ان کی حرکت نہیں سمجھی جاتی بلکہ اس کو عارضی اور مانگی ہوئی تصور کرتے ہیں اور دوسرے حروف میں مد اس لئے نہیں ہوتا کہ ان کی ذات میں مد نہیں ہے اور ان کی اعرابی حرکات بھی خود انھیں کی سمجھی جاتی ہیں (۴) وَاللَّيْنُ شارح فرماتے ہیں کہ اگر لین کی طرف کوئی اہم مضاف نہ ہو جیسا کہ یہاں یہی صورت ہے تو اس کے لام پر فتح ہوتا ہے یعنی اس صورت میں یہ صفت کا صیغہ ہوتا ہے جس کے معنی ہیں نرمی والا اور اگر یہ مضاف الیہ ہو جیسے حُرُوفُ اللَّيْنِ یا حُرُوفُ اللَّيْنِ تو لام پر کسرہ ہوتا ہے اور اس صورت میں مصدر ہوتا ہے (۵) لین نرمی کے معنی میں ہے پس لین کے حروف کا یہ نام اس لئے ہے کہ یہ آسانی اور نرمی سے ادا ہو جاتے ہیں (۶) مدہ کو حروف مدہ بھی کہتے ہیں اور حروف مدہ لین بھی پس لین کا اطلاق مدہ پر بھی ہوتا ہے گو مدہ پر معطوف ہو کر ہو لیکن اس کا عکس نہیں ہے یعنی حروف لین کو مدہ نہیں کہتے (۷) قرآن میں واو ساکن سے پہلے زیر اور یائے ساکن سے پہلے پیش نہیں آتا کیونکہ اس صورت میں واو کا یا سے اور یا کا واو سے بدلنا ضروری ہو جاتا ہے (۸) چونکہ واو اور یائین صحیح ساکن کے حکم میں ہیں اس لئے اگر ان کے بعد دوسری یا اور داد آجائے تو مثیلین کے قاعدہ سے اول کا ثانی میں ادغام واجب ہے جیسے عَصَوُا وَكَأُوْا اور اَوْدُوْا وَنَصَرُوْا اور پہلے واو میں کشش بالکل نہیں ہوگی ورنہ ادغام نہیں رہے گا اور یائین کے بعد یا قرآن میں نہیں آئی اور اس کی مثال غیر قرآن سے

۷۰

اِخْتِیَایَا مَرْئُومٌ ہے (۹) اَلِف میں لام کا سکون ضرورت کی بنا پر ہے۔

اس میں  
چھ شعر  
ہیں۔

## احکام المد

### مد کے احکام

۴۲: لِلْمَدِّ اَحْكَامٌ ثَلَاثَةٌ تَدْوِمٌ

وَحْیُ الْجُوبِ وَالْجَوَازُ وَاللُّزُومُ

ترجمہ: مد کے لئے (ایسے) تین حکم ہیں جو ہمیشہ رہتے ہیں (یعنی مد جس جگہ بھی ہوتا ہے وہاں ان تینوں میں سے کوئی ایک صورت ضرور پائی جاتی ہے، اور وہ (تین حکم مد کا) واجب ہونا ہے اور جائز ہونا ہے اور لازم ہونا ہے (یعنی مد کی تین قسمیں ہیں مد واجب اور متصل مد جائز اور مد منفصل اور مد فارغی وقفی ہو خواہ جائز ادغائی مد لازم اور تنہوں کی تعریفیں بعد کے اشعار میں آ رہی ہیں)

فائدہ: (۱) اگر تَدْوِمٌ اور لُزُومٌ کے میم کو سکون سے پڑھیں تب تو اس شعر میں بھی یہی تذیل ہے جو شعر ۳۱ کے یکوون میں گذری اور اگر یہاں شعر ۴۲ میں میم کے پیش کے صلے تَدْوِمٌ اور لُزُومٌ پڑھیں تو اس شعر میں تریل ہوگی جس کے معنی ہیں اس شعر میں کسی خفیف سبب کا زیادہ کر دینا جس کے آخر میں وَحْیٌ مجموع ہو اور یہ رجز میں اہد بالخصوص جزم والے کلمہ میں شائد ہے اس لئے

کہ یہ صورت مجز و کالی ہی میں کثرت سے مطرد ہے (۲) مدہ اور ہمزہ کے جمع ہونے کی تین صورتیں ہیں: ۱۔ مدہ اور ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں اور مدہ پہلے ہو۔ عطا دونوں دو کلموں میں ہوں اور مدہ پہلے ہو عطا دونوں ایک کلمہ میں ہوں اور ہمزہ مدہ سے پہلے ہو جیسے اَمَنْ - اَيْمَانًا - اُذُنِي اول کو مد متصل اور ثانی کو منفصل اور تیسرے کو مد بدل کہتے ہیں۔ اب ان تینوں قسموں کو اسی ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔

## مد واجب اور مد متصل

۴۳: فَوَاجِبُ اِنْ جَاءَ هَمْزٌ بَعْدَ مَدٍّ

فِي كَلِمَةٍ وَذَا بِمُتَّصِلٍ يُعَدُّ

ترجمہ: اگر مدہ کے بعد ہمزہ (ایک ہی کلمہ میں آجائے) (یعنی مدہ اور ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں جیسے جَاءَ - مَيِّتٌ - سُوءٌ) تو (اس مدہ میں مد کرنا شرعاً) واجب ہے (اور متصل میں مد کرنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نصاً وارد ہوا ہے اسی لئے اس میں مد پر اجماع ہے حتیٰ کہ صاحب نشر فرماتے ہیں کہ میں نے متصل کے قصر کو تلاش کیا تو نہ اس کو کسی صحیح قراۃ میں پایا اور نہ شاذ میں) اور یہ (مد جس میں مدہ اور ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں اور مدہ پہلے ہو مد متصل شمار کیا جاتا ہے) (یعنی اس کو مد متصل کہتے ہیں کیونکہ ہمزہ مدہ سے کسی وقت بھی

جدا نہیں ہوتا اور اس میں مدیا تو اس لئے ہوتا ہے کہ مدہ خفی ہے اور ہمزہ قوی اور سخت اور مخرج کی رو سے لجید ہے اس لئے اندیشہ تھا کہ ہمزہ قوی سے ملنے کے سبب کہیں مدہ غائب نہ ہو جائے اس لئے مد کے ذریعہ مدہ کو خوب ظاہر کر دیا یا اس لئے ہے کہ مد سے آدازیں قوت آجائے اور ہمزہ کے ادا کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے اور یہ دونوں وجوہ متصل اور متصل دونوں کے مد کے لئے ہیں کیونکہ دونوں کا سبب ایک ہے اور وہ ہمزہ ہے اور مد متصل کو مد تکلیف بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ مد ہمزہ کے ادا کرنے پر قادر کر دیتا ہے)

فائدہ: (۱) مد متصل کے بارہ میں دو مقام ہیں: پہلا مقام اجماعی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں اجماعاً مد ہے اور قصر کسی کیلئے بھی نہیں اس کا بیان ماہر گذر چکا ہے۔ دوسرا مقام اختلافی ہے اور اس بارہ میں تین قول ہیں پہلے قول پر مد کے چار مرتبہ ہیں ع۔ قالون۔ ابن کثیر۔ ابو عمرو۔ ابو جعفر اور یعقوب کے لئے سوا الفی یا ڈیرحہ الفی یا دوالفی ع۔ ابن عامر۔ کسائی۔ خلف کیلئے دوالفی یا تین الفی ع۔ عاصم کے لئے دوا اڑحالی یا چار الفی ع۔ ورش اور حمزہ کے لئے تین الفی یا پانچ الفی اور دوسرے قول پر دو مرتبہ ہیں ع۔ ورش و حمزہ کیلئے پانچ الفی یا تین الفی ع۔ باقی سب کیلئے دوالفی اور تیسرے قول پر متصل میں سب کیلئے یکساں مقدار کا مد ہے جس میں نہ حد سے زیادہ درازی ہو اور نہ عزمیت کے طریق سے باہر ہو (۲) مد کے یہ سب اندازہ تقریبی ہیں باقی صحیح اور پورا اندازہ کمال شیخ



سے سننے اور مدتوں تک مشق کرتے رہنے سے ہوتا ہے۔

## مدِ منفصل

۴۴: وَجَاءَ نَزْمًا وَقَصْرٌ إِنَّ فَصْلٌ

كُلُّ بِكَلِمَةٍ وَهَذَا الْمَنْفَصِلُ

ترجمہ: اور اگر (مدہ اور ہمزہ دونوں میں سے) ہر ایک ایک (علحدہ) کلمہ میں (ایک دوسرے سے) جدا کر دیا جائے (اس طرح پر کہ مدہ پہلے کلمہ کے آخر میں ہو اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں جیسے يَمَّا اُنْزِلَ - فِىْ اَمَمَا - قَوْمًا اَنْفَلَمُ) تو (اس مدہ میں) مد اور قصر (دونوں) جائز ہیں اور یہ (مد میں) مدہ اور ہمزہ دو کلموں میں ہوں (مدِ منفصل ہے) (اس میں شاطبیہ کے طریق سے قانون اور دوری کے لئے قصر و مد دونوں اور ابن کثیر اور سوسی کیلئے صرف قصر اور باقی ساڑھے چار کیلئے صرف مد ہے اور مقدار کے تفاوت میں بعینہ وہی تفصیل ہے جو ابھی متصل کے بیان میں درج ہو چکی ہے یعنی جو اس میں مد کرنے والے ہیں ان کے لئے ایک قول پر چار اور دوسرے پر دو مرتبہ ہیں اور طبیب کے طرق سے قانون - ابو عمرو - یعقوب - حفص کے لئے منفصل میں قصر و مد دونوں اور ابن کثیر اور ابو جعفر کیلئے صرف قصر اور باقی پانچ کیلئے فقط مد ہے)

فائدہ: (۱) اس مد کو مدِ منفصل اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہمزہ مدہ

سے جدا ہوتا ہے اور اگر مدہ پر وقف کر دیں تو پھر بالکل ہی جدا ہو جاتا ہے اور متصل میں مدہ پر وقف درست نہیں اس لئے اس میں ہمزہ کسی وقت بھی مدہ سے جدا نہیں ہوتا اور منفصل کو مدبسط بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنی مقدار کے سبب دونوں کلموں کے درمیان فرش بچھا دیتا ہے (۲) شامخ فرماتے ہیں کہ متصل اور منفصل دونوں میں چھ حرکتوں (تین الف) سے زیادہ اور متصل میں ڈیڑھ الف سے کم اور منفصل میں ایک الف سے بھی کم نہ کرنا جائز نہیں (۳) شاطبیہ میں باب المد والقصر کے شعر میں جن کیلئے متصل میں قصر و مد دونوں ہیں ان کیلئے قصر کو اولیٰ اور خوبی والا بتایا ہے اور علت وہی ہے کہ ہمزہ وقفاً مدہ سے جدا ہو جاتا ہے اس لئے اس کا وجود قوی نہیں اور متصل میں ہمزہ کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتا۔

## مد عارضی وقفی اور جائز ادغامی

۴۵: وَمِثْلُ ذَٰلِكَ إِنْ عَرَضَ السَّكُونُ

وَقَفَّا كَتَعْلَمُونَ تَسْتَعِينُ

ترجمہ: اور اگر (مدہ یا لین کے بعد) وقف (یا ادغام کبیر کی وجہ سے سکون عارضی طور پر پیش آجائے) جس کی صورت یہ ہے کہ مدہ یا لین کے بعد حرکت والا حرکت ہو اور وہ وقف یا ادغام کے سبب ساکن ہو جائے جس کی مثال تَعْلَمُونَ (اور مَا بَ اور تَسْتَعِينُ) اور لَقَوْلَ رَبَّنَا اور وَالصَّيْفُ مِنْ خَوْفِ۔

اور بِالْخَيْرِ تَمَضًی کی طرح ہے تو وہ مدہ اور لین بھی مد اور قصر کے جائز ہونے میں، اسی (م منفصل) کی طرح ہے (یعنی جب مدہ اور لین کے بعد وقف یا ادغام کبیر کا سکون آجائے تو اس مدہ اور لین میں مد اور قصر دونوں درست ہیں اور چونکہ مد طول سے بھی ہوتا ہے اور توسط سے بھی اس لئے کل وجوہ تین ہوتی ہیں مد طول تین یا پانچ الف کے برابر اس لئے کہ اس عارضی سکون کو لازمی سکون کی طرح سمجھ لیا ہے کیونکہ تلفظ میں دونوں یکساں ہیں اس بناء پر کہ دونوں میں مدہ یا لین کے بعد سکون موجود ہے مد توسط دو یا تین الف کے برابر مد اس بناء پر کہ یہ سکون عارضی ہونے کے سبب لازمی سکون کے درجہ سے کم ہے پس نہ تو یہ اصلی سکون کی طرح قوی ہے اور نہ اب وصل کی طرح وقف و ادغام والے حرف پر حرکت ہی رہی بلکہ اصلی سکون اور حرکت کے درمیان ہو گیا اس لئے محکم بھی درمیانی ہی دیدیا یعنی نہ تو لازمی سکون کی طرح اس میں طول ہی رکھا اور نہ حرکت والی حالت کی طرح قصر کیا بلکہ توسط رکھا جو دونوں کے درمیان ہے مد قصر جس کی مقدار مدہ میں ایک الفی ہے اور لین میں یہ ہے کہ بالکل مد نہ کیا جائے اور قصر اس لئے ہے کہ سکون عارضی ہے اس لئے اعتبار کے لائق نہیں کیونکہ وقف میں دو ساکنوں کا جمع ہونا درست ہے لیکن قصر پر عمل نہیں ہے اور بعض نے اس کو مدر کی قراءۃ کے ساتھ قاع کیا ہے اور نشر کی رو سے صحیح یہ ہے کہ اس میں تینوں وجوہ درست ہیں کیونکہ عارض کے اعتبار کرنے اور نہ کرنے کا قاعدہ سب کیلئے عام ہے)

قائدہ: سکونِ عارضی خالص سکون اور شامِ دونوں کو شامل ہے پس دونوں صورتوں میں تین وجوہ ہیں ربا روم سو چونکہ اس میں حرکت کا کچھ حصہ ہوتا ہے اور سکون بالکل نہیں ہوتا اس لئے اس میں مرتن قصر ہوتا ہے اب اِنْ نُفِصِلْ پر عطف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

## متبدل

۴۶: اَوْقِیْمُ الْعَزْمَ عَلَى الْمَدِّ وَرَخَا بَدَلْ كَأَمْنُوا وَإِیْمَانًا خُذَا  
ترجمہ: یا (اگر) ہمزہ مد پر مقام لایا جائے (یعنی اگر ہمزہ مد سے پہلے آ رہا ہو تو اس کے بعد والے مدہ میں بھی مد متفصل اور مد دفعی کی طرح مد و قصر دونوں ہیں اور مد طول سے بھی ہوتا ہے اور توسط سے بھی پس اس قسم میں بھی تین وجوہ نکل آئیں) اور یہ (مد جس میں ہمزہ مد سے پہلے آ رہا ہو متبدل بدل ہے) اور اس کی مثال، اَمْنُوا اور (هَذِهِ) اِیْمَانًا (توبۃ اور اُذُنِ) کی طرح ہے ان تینوں میں ہمزہ مد سے پہلے آ رہا ہے (تو اس قسم کو بھی ضرور) لیلے (اور شیدخ سے حاصل کر لے اور پوچھ لے کہ متبدل کسے کہتے ہیں اور کس کی قراۃ میں ہوتا ہے) مشرح: متبدل اس مد کا اسم ہے جو اس ہمزہ کی وجہ سے ہر جو مدہ سے پہلے آ رہا ہو چنانچہ اَمْنٌ - اِیْمَانًا - اُذُنٌ - رِلَیْمَانٍ اور هُوَ لَا یُؤْمِنُ وَلَا یُفْقِدُ اور جَاءَ اَلْ میں یہی صورت پائی جاتی ہے ناظم نے متبدل کی تعریف تو بتادی لیکن اس کا حکم نہیں بتایا اور وہ یہ ہے کہ اس میں درش کے سوا اوروں کیلئے

تو صرف قصر ہے کیونکہ مد متصل و متصل میں ہمزہ سے پہلے مدہ میں مد اس لئے کیا جاتا ہے کہ ہمزہ کے ادا کرنے پر مد دخل جائے اور اَمَنْ وغیرہ میں ہمزہ مدہ سے پہلے ہی ادا ہو جاتا ہے اس لئے اب مد کی حاجت نہیں رہتی اور درش کیلئے اس قسم میں طول - توسط - قصر (پانچ الفی - تین الفی - ایک الفی مد) تین وجوہ ہیں طول اس لئے کہ انھوں نے مدہ سے پہلے ہمزہ کو بھی بعد والے ہی کی طرح قرار دیا ہے اس بناء پر کہ مدہ کے قریب ہونے میں دونوں یکساں ہیں گو ایک بعد میں ہے اور دوسرا پہلے ہے اور قصر اس لئے ہے کہ جب ہمزہ مدہ کے بعد ہوتا ہے تو ہمزہ کے قوی اور سخت ہونے کی وجہ سے پڑھنے والا اس کے ادا کرنے کی کوشش اور فکر زیادہ کرتا ہے اس لئے اندیشہ تھا کہ کہیں اس نکر اور کوشش میں مدہ کی طرف سے غفلت ہو کر وہ غائب نہ ہو جائے اور ہمزہ کے مدہ سے پہلے ہونے کی صورت میں یہ اندیشہ نہیں ہے اور توسط اس لئے ہے کہ گو ہمزہ مقدم ہے لیکن مدہ کے حذف ہو جانے کا اندیشہ قدرے اب بھی باقی ہے اس اعتبار سے مختوڑا سا مد کر لینا مناسب ہے — بدل میں یہ تینوں وجوہ اس شرط سے درست ہیں کہ اس کے ساتھ مد کا کوئی اور قوی سبب جمع نہ ہو رہا ہو جیسے ذَا یُؤَدِّیْکُمْ اور وَجَاءُوا أَبَا نَعْمٍ میں وصلاً ہمزہ مؤخر آ رہا ہے اور وہ مقدم سے قوی ہے اور ذَلَّ الْمُتَمِّینَ میں مدہ کے بعد سکون لازم ہے اور وہ بھی ہمزہ مقدم سے قوی ہے اس لئے دوسببوں میں سے قوی تر کا اعتبار کرنے کی بناء پر ان میں درش کیلئے صرف طول ہو گا اِنْ وَجَاءُوا

جیسی مثالوں میں وقتاً تینوں وجوہ درست ہیں کیونکہ اب دوسرا سبب نہیں رہتا اگر مد بدل کی پوری تفصیل معلوم کرنے کا شوق ہو تو شرح شاطبیہ ص ۱۶۶ تا ۱۷۲ کا مطالعہ فرمائیں اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ بدل میں لام کا سکون وصل بہ نیت وقف کی بناء پر ہے اور اگر دال کو ساکن کر دیں تو پھر لام پر رفع اور تون اسکتا ہے۔

## مد لازم

۴۷: وَلَا زِمْنَا اِنْ السُّكُونُ اُضِلَّ وَصَلًّا وَوَقْفًا بَعْدَ مَدٍّ طَوَّلًا

ترجمہ: اور اگر مدہ کے بعد (دو لے حرف کا) سکون وصل اور وقف (دونوں میں اصلی قرار دیا جائے) یعنی مدہ کے اور لین کے بعد ایسا سکون آ رہا ہو جو وصل میں بھی رہتا ہو اور اس کا یہ پر وقف کرتے ہوئے بھی باقی رہتا ہو جیسے اَللّٰهُ حَاجٌّ - اَلَمْ اَوْرَا لِرَا - كَفَيْتُكَ اور هَذَآءِ اور هَتَيْنِ قصصؑ اور اَرْحَا الَّذِيْنَ فَصَلْتَؑ دونوں ابن کثیر کی قراءۃ پر اور فَذَآءِكَ قصصؑ ابن کثیر ابو عمرو اور رويس کی قراءۃ پر اور اَمْحَاجُوتِيْ اور یائے مدہ کے بعد لازمی سکون قرآن میں نہیں آیا) تو اس مدہ اور لین کا مدد (لازم ہے) (اور وہ سب کیلئے) طول سے بڑھا جائے گا (یعنی اگر مدہ اور لین کے بعد لازمی سکون آ جائے تو وہاں سب کیلئے طول ہے جس کی مقدار مدّ طبعی سمیت تین یا پانچ الف کے برابر ہے اور بعض کی رائے ہر اس کی مقدار درش اور حمزہ کے مد سے کم یعنی چار الف کے برابر ہے

لیکن جن کلمات میں لازمی سکون لین کے بعد ہے ان میں تینوں وجوہ ہیں اور ان میں سے طول اولیٰ ہے)

فائدہ: (۱) مد لازم کا یہ نام ان تین وجوہ کی بناء پر ہے عا اس کا سبب لازم اور ضروری ہے اور وہ سکون ہے عا اکثر کے قول پر اس کی مقدار کا سبب کیلئے یکساں رکھنا لازم ہے گو بعض نے حد والوں کیلئے دو الف تک بھی اجازت دی ہے عا یہ مد سب قراءتوں میں ہوتا ہے اور بعض کے قول پر لازم وہ ہے جس کا سبب (سکون) وصل و وقف دونوں میں اپنے سکون ہی پر رہے اور عارض وہ ہے جس کا سبب عزت وقف میں سکون پر رہے اور دوسرے قول پر لازم وہ ہے جس پر کسی وقت بھی حرکت نہ آئے اور عارض وہ ہے جس پر کبھی حرکت بھی آجائے پس قانون کیلئے وَ مَحْنًا آج کا مد پہلے قول پر لازم ہے کیونکہ ان کیلئے یا دونوں حالتوں میں ساکن رہتی ہے اور دوسرے قول پر عارض ہے کیونکہ اوروں کی قراءۃ میں وصل یا حرکت آجاتی ہے اور اس مد کو مد جز اور مد عدل بھی کہتے ہیں (۲) شعر عا کے خذ اکے الف میں دو احتمال ہیں عا اصل کی رو سے وزن خفیفہ ہو اور وقف کے سبب الف سے بدل گیا ہو چنانچہ خلاصہ میں ہے ع

وَأَنبَأْنَاهَا بَعْدَ فَتْحِ الْيَا وَ قَفَا كَمَا تَقُولُ فِي قَفْنٍ قَفَا

اور وزن خفیفہ کو قف فتح کے بعد الف سے بدل لو چنانچہ تم ابدال کے بعد قفا

میں تقابلاً کہو گے۔ یہ الف تشبیہ کا ہو جس کو واحد کی جگہ تائید کی غرض سے لائے ہوں۔

اَقْسَامُ الْمَدِّ الْاَلَزِمِ  
مد لازم کی چار قسمیں

اس میں چودہ  
شعریں۔

۴۸: اَقْسَامُ لَزِمٍ لَدَيْهِمْ اَرْبَعَةٌ  
وَلِذَاكَ رَكْعَتِي وَحَرْفِي مَعَهُ

ترجمہ: ان (قرآن) کے نزدیک (مَدِّ) لازم کی قسمیں چار ہیں اور وہ (چار) یہ ہیں ان میں سے پہلا مَدِّ لَزِمٍ، کلمی ہے (اور اس کی نسبت کلمہ کی طرف اس لئے ہے کہ اس میں مدہ اور اس کا سبب یعنی سکون دونوں پورے کلمہ میں پائے جاتے ہیں) اور (دوسرا مَدِّ لَزِمٍ، حرفی ہے جو (شمار میں) اس (کلمی) کے ساتھ (شامل) ہے (اور حرف کی طرف نسبت اس لئے ہے کہ اس میں مدہ اور سکون دونوں مقطعات کے حروف میں سے اس حرف میں ہیں جو سورتوں کے شروع میں ہے)

۴۹: كَلَامًا مُخَفَّفًا مُثَقَّلًا  
فَهَذِهِ اَرْبَعَةٌ تُفَصِّلُ

ترجمہ: یہ (کلمی اور حرفی) دونوں (کے دونوں) مخفف ہیں (جبکہ مدہ کے بعد حرف سکون ہو اور تشدید نہ ہو جیسے اَلْأَلِفُ اور حَقِّقْ اور مَثَلٌ میں)



د جبکہ مد کے بعد تشدید ہو جیسے ذَا بَنَّةٌ اور اَلَمْ - طَسَمَ حمزہ اور البوصفر کے سوا ادوس کی قراءۃ پر۔ پس یہ (کلمی - حرفی اور مخففت اور شقل ایسے) چار ہیں جو (ابھی بعد کے اشعار میں) تفصیل سے بتائے جائیں گے (یعنی ان چاروں الفاظ کی تعریف اسی ترتیب سے آئے گی جس پر یہ اجمال میں آئے ہیں اور اس کو لغت و نشر مرتب کہتے ہیں کہ جس ترتیب سے کچھ چیزوں کا ذکر اجمال میں آئے اسی ترتیب سے تفصیل میں آئے اور اگر تفصیل میں ترتیب بدل جاتی ہے تو اس کو لغت و نشر غیر مرتب کہتے ہیں۔

## مَدِّ لَازِمِ کَلَمٰی کی تعریف

۵۰: فَإِنْ بِكَلِمَةٍ سَكُونٌ ۖ اجْتَمَعَ

مَعَ حَرْفٍ مَدٍّ فَلَهُ كَلَمٌ ۚ وَ قَعَّ

ترجمہ: پس اگر (کسی) ایک کلمہ میں حرفِ مد کے ساتھ سکون جمع ہو جائے (یعنی پورا کلمہ لکھا ہوا اور اس میں مدہ اور ساکن کسی جدائی کے بغیر پائے جا رہے ہوں، تو وہ (یعنی اس) مدہ کا مدِ لازمِ کلمی واقع ہوا ہے (یعنی اس کو مدِ لازمِ کلمی کہتے ہیں جیسے اَللّٰهُ حَآجٌّ اور اگر مدہ اور غائی سکون ایک کلمہ کے پہلے دو میں جمع ہو رہے ہوں جیسے اِذَا الشَّمْسُ وَالنَّجْمُ الثَّاقِلُونَ ۖ اور قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ تَوْحٰیۡدًا مدہ حذف ہو جاتا ہے)

## مد لازم حرفی کی تعریف

۵۴: اَوْقَى ثَلَاثُ الْحُرُوفِ وَجِبَدًا

وَالْمَدُّ وَسَطُهُ فَحَرَفِيٌّ مُبَدَاً

ترجمہ: یادہ (مد اور سکون) دونوں (مقطعات میں سے) تین حروف  
والے (حروف) میں سے کسی حرف میں (پائے جائیں اور اس (حرف) کا درمیانی  
(حرف) مد ہو (جیسے ص اور ق ایسے ہیں) تو (اس مد کا مد لازم حرفی  
ہے جو (اس تعریف سے) ظاہر ہو گیا ہے (یعنی اگر کسی جگہ کلمہ کے پہلے حرف کما  
ہوا ہو جیسا کہ سورتوں کے شروع میں ہے اور اس کا درمیانی حرف مدہ یا لین  
ہو تو اس مد کو مد لازم حرفی یا لین لازم حرفی کہتے ہیں کیونکہ حروف سکون پر  
مبنی ہیں اس بناء پر ان میں بھی دو ساکن جمع ہو جاتے ہیں اور ان میں بدلئی کرنے  
کے لئے مدہ کو طول سے پڑھتے ہیں اور لین میں تو سطر اور قصر بھی جائز ہے)

## مشقل اور مخفف کی تعریف

۵۲: كِلَاهُمَا مُشْتَقِلٌ اِنْ اُدْعِمَا مَخْفَفٌ كُلُّ اِذَا لَمْ يَدْعَمَا

ترجمہ: اگر یہ (مد لازم کلمی اور حرفی) دونوں ادغام سے پڑھے جائیں  
(یعنی دونوں میں مد کے بعد والے حرف پر تشدید ہو جیسے الصَّخَاةُ - الدَّابَّةُ -

اور اَلَمْ کا پہلا مد، تو دونوں (کے دونوں) مثل ہیں (اور) جب یہ دونوں (لازم کلمی اور حرفی) ادغام سے نہ پڑے جائیں (یعنی مد کے بعد تشدید نہ ہو جیسے اَلَنْ اَوْحٰی) تو (دونوں میں سے) ہر ایک مخفف ہے (پس اس کی یہ چار قسمیں ہو گئیں علیٰ مد لازم کلمی مثل جیسے حَاجَّ - ذَا بَّةٌ - اَمْحَاجُوْنِ اور پائے مد کے بعد تشدید کسی جگہ بھی نہیں آئی علیٰ کلمی مخفف جیسے اَلَنْ عَظٰرِفِ مثل مثل جیسے طَسَمَ کا پہلا مد حمزہ اور ابو جعفر کے سوا اوروں کی قراءہ پر مد حرفی مخفف جیسے قَ - مَ)

فائدہ: (۱) مثل میں تشدید کا سبب ادغام ہے کیونکہ ذَا بَّةٌ اور اَلطَّامَةُ اصل کی رو سے ذَا بَّةٌ اور اَلطَّامَةُ تھے پھر ادغام ہو گیا پس تشدید والا حرف دو حرفوں کے مرتب میں ہے اسی لئے مثل میں بلا خلاف مد ہوتا ہے اور مخفف میں بھی مد ہی تو ہے اور قصر کا قول معتبر نہیں (۲) یَسَّ وَالْقُرْآنِ اور تَوَالِّمِ کا مد ادغام والی قراءہ پر حرفی مثل اور اظہار والی پر حرفی مخفف ہے (۳) اگر کسی تیسرے ساکن کے پائے جانے کے سبب اس لازمی ساکن پر حرکت آجائے جیسے اَلَمْ اللّٰهُ کے میم پر سب کیلئے اور اَلَمْ اَحْسِبَ کے میم پر صرف درش کے لئے فتح ہے تو اس ساکن میں عارض کا اعتبار کرنے اور نہ کرنے کی بناء پر قصر مد دونوں درست ہیں اور شارح اس میں توسط کو بھی عمدہ بتاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اس کو دفعی سکون پر قیاس کیا ہے لیکن اتحات

کی تحقیق کے موافق یہ قیاس صحیح نہیں کیونکہ وقفی سکون میں قصر کے سبب میں اخیر ہو کر مد آجاتا ہے اور وہ طول سے بھی ہوتا ہے اور توسط سے بھی پس اس میں تو عارض کا اعتبار کر لینے کی صورت میں طول و توسط اور نہ کرنے کی بناء پر قصر تینوں صحیح ہیں لیکن اَللّٰهُ وَغَیْرہ میں مد کے سبب میں تیز ہو کر قصر آتا ہے اور وہ ایک ہی طرح ہوتا ہے پس اس میں توسط کا قائل ہونا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے (۴) وَصَحَّیَّحَی (الغامض) کا مد قائلوں اور ابو جعفر کے لئے اور ایک وجہ میں درش کے لئے مد لازم ہے اور باقی حضرات کے لئے وصلاً تو مد ہے ہی نہیں اور وفقاً مد عارض ہے اور اَللّٰہ میں ابدال کی صورت میں نقل والوں کے لئے مد قصر دونوں اور باقیں کیلئے صریح مد ہے اور تسبیل کی صورت میں کسی کیلئے بھی مد نہیں اور اس میں ابدال تسبیل سے اولیٰ ہے (۵) شَعْرَہ کے مع میں عین کا سکون قلیل لغت کی بناء پر ہے اور شعر ہ کے وَسَطَہ میں سین کا سکون فعیج تر لغت کے خلاف ہے۔

۵۳: وَاللّٰزِمُ الْحَرْفِيُّ اَوَّلَ السُّوْر

وَجُودُهُ وَفِيْ شَمَانٍ ۱۰ مُّخَصَّرٌ

ترجمہ: اور (دونوں قسم کا مد) لازم حرفی جو ہے اس کا وجود سورتوں کے شروع میں (حروف مقطعات میں) ہے اور وہ (مد لازم حرفی مقطعات میں سے) آئمہ (حرفوں) میں گھرا ہوا ہے (جن کا مجموعہ آئندہ شعر میں آ رہا ہے)

۵۴: يَجْمَعُهَا حُرُوفُ كَمْ عَسَلِ نَقَصَ

وَعَيْنُ ذُو وَجْهَيْنِ وَالطُّوْلُ الْخَفْصُ

ترجمہ: (متر لازم حرفی کے) ان (آٹھ حرفوں) کو کم عَسَلِ نَقَصَ کے (آٹھ) حروف جمع کر رہے ہیں (اور اس مجموعہ کے معنی یہ ہیں کہ بہت سے شہد ہیں جنہوں نے حق تعالیٰ کے یہاں انسان کی قدر کو کم کر دیا ہے۔ یعنی مزدوں کے شوق میں پڑ کر خوب گناہ کئے بن کی بنیاد پر حق تعالیٰ سے تعلق کمزور ہو گیا اور اہل فن میں یہ مجموعہ نَقَصَ عَسَلِکُمْ کے لفظ سے مشہور ہے یعنی تمہارا شہد ناقص ہو گیا ان آٹھ میں سے صَقِ کَل کے پار میں تو مدہ الف ہے اور سین اور یم میں یا ہے اور نون میں واو ہے ان ساتوں میں بلا خلاف طول ہے اور عین میں یا لین ہے اس میں شاطبیہ کی رو سے طول و توسط دونوں ہیں اور طول افضل ہے اور یہ ابن مجاہد اور جہور اہل ادا کا مذہب ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ دو ساکنوں میں جدائی کرنے کے بارہ میں طول ہی اصل ہے نیز اس سے عین کی یا اپنے قریب والے مدوں کے بھی برابر رہتی ہے اور ابن غلبون اور ایک اور جماعت کی رائے پر توسط اولیٰ ہے تاکہ لین اور مدہ میں فرق ہو کہ مدہ کو لین پر فوقیت رہے اور اس میں شاطبیہ سے قصر اس لئے نہیں کہ اس میں سکون لازم ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ لین عارض میں جو التَّحْنُتَيْنِ اور حَوْفٌ وغیرہ میں ہے تینوں وجوہ ہیں اور طیبہ کے طریق سے قصر کی وجہ عین میں بھی ہے پس اب اس میں بھی تینوں وجوہ

نخل آئیں مگر ترتیب یہ ہوگی کہ طول اولیٰ ہے پھر توسط پھر قصر اور لین عارض  
میں اس کا اُلٹ ہے اور ناطقہ شاطبی رحمہ اللہ کی پیروی کرتے ہوئے فرماتے  
ہیں (ان آٹھ حروف میں سے) عین (جو مریم اور شورئی کے شروع میں ہے)  
دو وجہوں (طول و توسط) والا ہے اور (ان دونوں میں سے) طول مشہور تر  
(اور ادنیٰ) ہے۔

فائدہ: علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ عین کا مدیم کے مد سے کسی قدر  
کم ہے کیونکہ عین میں یاء سے پہلے نقطہ ہے اور مدہ درازی میں لین سے بڑھا  
ہوا ہے۔

## ان مقطعات کا حکم جو دو حرفی ہیں

۵۵: وَمَا سَوَّى الْحُرُوفِ الثَّلَاثِيَّ لَا اَلِفٌ

فَهَذِهِ مَدٌّ طَبِيعِيٌّ اَلِفٌ

ترجمہ: اور (مقطعات میں سے) الف کے علاوہ جو (حرف بھی) تین حرفوں  
والے (حرف) کے سوا ہے (یعنی دو حرفی ہے) اور وہ پانچ میں جو حُرُوفُ طَبِيعِيَّہ میں  
جمع ہیں، پس اس (دو حرفی حرف) کا مد مدِ طَبِيعِيَّہ ہے یہ (حکم خوب) جان لیا  
گیلے ہے (اور نہایت واضح ہے کہ حَا - رَا - طَا - هَا - يَا میں مدِ طَبِيعِيَّہ اور قصر  
ہے جس کی مقدار ایک الف کے برابر ہے پس ان میں اس سے زیادہ مد کرنا لحنِ خفی

ہے کیونکہ ان پانچوں میں مد کی شرط یا اس کا محل تو ہے اور وہ الف مدہ ہے لیکن اس کے بعد مد کا سبب نہیں ہے یعنی نہ تو ہمزہ ہے اور نہ سکون اس لئے زیادہ مد کا نہ ہونا ظاہر ہے۔ الف سو اس میں نہ مد طبعی ہے اور نہ فرعی کیونکہ اس کا درمیانی حرف نہ مدہ ہے نہ لین اور مد انہی دونوں میں ہوا کرتا ہے پس لَا اِلْفَ مستثنیٰ منقطع کے قبیل سے ہے کیونکہ یہ تو تین حرفی ہونے کے سبب پہلے ہی دو حرفی سے خارج ہے یا یہ کہ ابوائے کہ جب ناطقہ نے یہ فرمایا کہ دو حرفی حروف میں مد طبعی ہے تو اس سے مفہوم مخالف کے طور پر یہ بھی نکلا کہ ثلاثی حروف جتنے بھی ہیں ان سب میں مد فرعی ہے اور ان میں الف بھی داخل تھا اس لئے اس کو مستثنیٰ کر دیا اور اب شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ الف کا تو مد کے باب سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ نہ اس میں مدہ ہے نہ لین رہے باقی تیرہ سوان میں سے جو تین حروف والے ہیں اور وہ سَ صُ عَیَّ كَلَمَنَ میں جمع ہیں ان سب میں مد فرعی ہے جو طول سے ہوتا ہے لیکن عین میں توسط بھی ہے اور طیبہ سے اس میں تینوں ہیں اور حَزْ طَهَّى کے پانچ میں صرف مد طبعی ہے جو ایک الف کے برابر ہے)

فائدہ: (۱) دوسرے مصرع کا یہ ترجمہ اس نسخہ کی بناء پر ہے جس میں مَدُّ طَبِيعِيٌّ ہے دال اور یا کے رفع سے پس یہ مَدَّة کی خبر ہے اور اِلْفَ مستأنف ہے اور شارح نے اسی نسخہ کو لیا ہے اور اس کے علاوہ اور کئی نسخوں

میں مَدَّ طَبِيعِيًّا ہے دال اور یاء کے نصب سے اس صورت میں یہ مرکب تو صیغی  
اِلِف کا مفعول ہے ہوگا اور اِلْعَدَّ فَمَدَّة کی خبر ہوگا اور ترجمہ یہ ہوگا پس اس  
دو حرفی کا مد تو ہے وہ مد طبعی جان لیا گیا ہے (۲) اس شعر میں اِلِف اور  
اِلِف میں جناس محرف ہے۔ جس کے معنی غالباً یہ ہیں کہ دو لفظ کتابت میں  
یکساں ہوں اور تلفظ اور معنی میں جدا جدا ہوں۔

۵۶: وَذَلِكَ اَيْضًا فِي قَوَائِمِ السُّوَرِ

فِي لَفْظِ (سَجَّ طَاهِر) قَدْ اِنْحَصَرَ

ترجمہ: اور وہ (الف اور دو حرفی حروف) بھی سورتوں کے شروع  
والے حروف میں (موجود) ہیں (اور) یہ (ان چھ حرفوں کا مجموعہ) سَجَّ طَاهِر  
کے لفظ میں گھرا ہوا ہے (اور جمع ہے خلاصہ یہ کہ سورتوں کے شروع میں جو  
مقطعات ہیں ان سب کی تین قسمیں ہیں ۱۔ سَجَّ عَق۔ کَلَمَن کے آٹھ میں  
حرف طول ہے لیکن عین میں تو وسط بھی ہے اور طیب سے تینوں ہیں ۲۔ حَرْ طَحَى  
کے پانچ میں حرف مد طبعی ہے جو ایک الف کے برابر ہے ۳۔ الف میں  
مد طبعی ہے نہ فرعی۔ یا ان کی تفصیل اس طرح کر لو کہ مقطعات کی چار قسمیں  
ہیں ۱۔ وہ تین حرفی جن کا درمیانی حرف مد ہے اور اس کے بعد لازمی ساکن  
ہے اور وہ سات ہیں جو مَسَقَّ۔ کَلَمَن میں جمع ہیں ان میں حرف طول ہے  
۲۔ وہ تین حرفی جن کا درمیانی حرف لین ہے اور اس کے بعد ساکن لازم ہے



اور وہ صرف عین ہے جو مریم اور شوریٰ کے شروع میں ہے اس میں شاطبیہ طول اور توسط ہے اور طول افضل ہے اور طیب سے تیز ہیں عطا وہ در حنی جن کے آخر میں العنہ ہے اور وہ حَرَطَی کے پانچ ہیں ان میں صرف ایک النی مدہ ہے وہ تین حنی جس کا درمیانی حن نہ مدہ ہے زلین اور وہ الف ہے اور اس کا مد کے باب سے کوئی تعلق نہیں،

۵۷: وَيَجْمَعُ الْفَوَاحِ الْأَدْلَعُ عَشْرُ

(جِلْدُهُ سُحَيْرًا مِّنْ قَطَعَاتٍ) ذَا شَتَهْرٍ

ترجمہ: اور (سورتوں کے) شروع والے (تمام مقطعات) کو چودہ (حن) یعنی، جِلْدُهُ سُحَيْرًا مِّنْ قَطَعَاتٍ (کے حروف) جمع کر رہے ہیں (اور اس مجموعہ کے معنی یہ ہیں کہ جو تجھ سے تعلق قطع کرے تو اس کو بہت سویرے جلدی سے ملے اور اس کے ساتھ صلہ رحمی اور احسان سے پیش آ پھر وہ بھی تیرا گہرا دوست بن جائے گا ان مقطعات کے بارہ میں) یہ (مجموع اہل فن کے یہاں) مشہور ہو گیا ہے (لیکن ترتیب اس طرح ہے مِّنْ قَطَعَاتٍ جِلْدُهُ سُحَيْرًا اور شعر میں وزن کے سبب جِلْدُهُ سُحَيْرًا کو پہلے آئے ہیں اور اس شوق کی بناء پر بھی کہ صلہ رحمی اور احسان جو شریعت کی رو سے تشریف کے لائق ہے اس میں جلدی کرنے کی قرب تاکید ہو جائے غرض چودہ کے چودہ مقطعات اس جملہ میں جمع ہیں اور اس میں مِّنْ قَطَعَاتٍ شرط اور جِلْدُهُ سُحَيْرًا جزا ہے اور ان کے بارہ میں

تین مجموعہ اور میں علی طرُقِ سَمْعَتِ الصَّيْمَةِ عَلَ نَصْرِ حِكْمَتِ قَاطِعِ لَوْ مِثْرُ  
 عَلِ مِثْرِ حُصَيْنٍ كَلَامَهُ قُطْعَ اور حروفِ ہجاء کی ترتیب پر اس طرح ہیں  
 حَاذِرِ صَطِّ - عَنِّ كَلَمَيْنِ - جِی اور الف چونکہ اکیدا نہیں آسکتا تھا اس لئے  
 اس کو خ کے ساتھ رکھا ہے اور یہ حروف انیس سورتوں کے شروع میں آئے  
 ہیں شارح فرماتے ہیں کہ ان کو نور کے حروف بھی کہتے ہیں اور ان کے خواص  
 خاتمہ میں آئیں گے

فائدہ: (۱) اَرْبَعُ عَشْرَ میں وزن کے سبب عین کا عین میں ادغام ہے  
 جو کبیر کی قسم سے ہے اور یہ مرکب بنائی فاعل ہے اور اس کے دونوں جزو فتح پر  
 مبنی ہوتے ہیں (۲) سُبْحَانُ سَعْدِ کی تصغیر ہے جو صیغ کے وقت کے معنی میں ہے  
 اور یہاں اس کا حاصل جلدی کرنا ہے (۳) مَن قَطَعَتْ میں عین کا سکون  
 ضرورت کی بناء پر ہے۔

## قصیدہ کا خاتمہ

۵۸: وَتَمَّ ذَا النِّظْمِ بِحَمْدِ اللَّهِ عَلَى تَدَايِهِ بِلَا تَنَاهَى

ترجمہ: اور یہ نظم اللہ تعالیٰ کی (اس) تعریف کی برکت کے سبب پوری  
 ہو گئی جو اس (نظم) کے کامل ہو جانے پر ہے (یعنی میں نے جس طرح قصیدہ کے  
 شروع میں حق تعالیٰ کی تعریف کے ذریعہ برکت حاصل کی تھی اسی طرح خاتمہ میں

بھی برکت حاصل کرنے کیلئے ان کی تعریف کرتا ہوں اور یہ تعریف (ختم ہونے کے بغیر) ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ہے۔

۵۹: ثُمَّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَبَدًا عَلَى خَتَامِ الْأَنْبِيَاءِ أَحْمَدًا

ترجمہ: پھر درود اور سلام ہمیشہ (اور لا محدود مدت تک نازل ہوتے رہیں) نبیوں کے ختم کر دینے والے (سرور یعنی) احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔  
 فائدہ: (۱) حدیث میں ہے کہ جس کلام کے اول و آخر دونوں میں درود و سلام ہو حق تعالیٰ اسے قبول فرما لیتے ہیں پس ناظم اسی پر عمل کرتے ہوئے اول و آخر دونوں میں درود و سلام لائے ہیں (۲) اَبَدٌ وہ مدت جس کی انتہی نہ ہو اور اَمَدٌ وہ مدت جس کی انتہی تو ہو لیکن معلوم نہ ہو اور اَمَدٌ صرف انتہی پر بولا جاتا ہے یعنی جب کسی کام کے کرتے ہوئے کافی وقت گزر گیا ہو تب بولتے ہیں طَال عَلَيْهِ اَلْاَمَدُ اور اگر کسی کام کو شروع کر رہے ہوں تو اس پر اَمَدٌ نہیں بولتے اور زمان ابتدا اور انتہا دونوں میں مستقل ہے (۳) خَتَامٌ ٹہریا کسی چیز کا آخر اور یہاں خَتَامِ الْأَنْبِيَاءِ میں براعت المقطع ہے جس کے معنی ہیں ایسا لفظ لانا جو مقصود کے ختم ہوجانے کا پتہ دیتا ہو۔ شر

كُنْ اَبَدًا اِلٰیْہِ اَزْجُو التَّعْلٰی مِنْ

كَارِ الْجَحِیْمِ وَهَذَا اَحْسَنُ مُحْتَیٰی

آپ کا نام لے آنے کے سبب میری ابتدا تو عمدہ ہو گئی اب میں آپ ہی کے

ذریعہ دوزخ کی آگ سے بھی چھٹکارا چاہتا ہوں اور یہ میرے انجام کی خوبی ہوگی حق تعالیٰ نصیب فرمائے۔ بنی سلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آخری نبی ہیں اسی طرح آخری رسول بھی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جو شریعت لائیں گے تو وہ بھی آپ ہی کی شریعت پر عمل کریں گے (۴) احمّد میں الف اطلاق ہے اور یہ ختم الامّانیات سے بدل ہے اور یہ بھی بنی سلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور نام ہے جو انجیل میں ہے اور آسمان میں بھی اس کا چرچا تھا اور یہ نام سب سے پہلے آپ ہی کیلئے مقرر ہوا اور مَحَمَّد اس سے اعلیٰ ہے کیونکہ یہ اس حقیقی کمال پر دلالت کرتا ہے جو آپ ہی کے ساتھ خاص ہے اور اسی لئے کلمہ توحید میں بھی یہی نام آیا ہے۔

۴۰ : وَالْأَلِ وَالْقَحْبِ وَكُلِّ تَابِعِ

وَكُلِّ قَادِرٍ وَكُلِّ سَارِعِ

ترجمہ : اور (آپ کی) آل (یعنی خاندان اور اہل خانہ پر) اور (آپ کے) صحابہ (پر) اور ہر ایک پیروی کرنے والے (پر جو بنی سلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و صحابہ کی پیروی کرے) اور (قرآن کے) ہر ایک پڑھنے والے اور ہر ایک سننے والے پر بھی (درود و سلام نازل ہو)

فائدہ : انبیاء علیہم السلام کے ساتھ شریک کے دوسروں کے لئے بھی درود کا استعمال بلا کراہت درست ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے

بغیر دوسروں کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ اہل بدعت کا طریق ہے  
چنانچہ شیعی حضرات ائمہ کرام کے ناموں کے ساتھ بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام  
یا علیہ السلام کہتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ناواقفیت کے سبب اہل سنت والجماعت  
بھی اس پر غل کرنے لگے ہیں۔

۶۱: آيَاتُهُ نَدْبًا لِذِي النُّعَى

نَارِيخُهُ بُشْرَى لِمَنْ يَنْقُصُهَا

ترجمہ: اس (نظم) کے اشعار (شمار میں) نَدْبًا ہیں (یعنی ان حروف  
سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے اشعار اکسٹھ ہیں کیونکہ آجَبَد کے اعداد کی رد سے  
نون کے پچاس اور دال کے چار اور با کے دو اور دوسری دال کے چار عدد ہیں  
اور الف کا ایک ہے پس کل اکسٹھ ہو گئے اور نَدْبًا بِدَا لِذِي النُّعَى کے معنی  
یہ ہیں کہ (مدہ خوشبو والی بوٹی عقل والوں کے لئے ظاہر ہو گئی ہے) (یعنی اس نظم  
کے اشعار نفع پہنچانے میں خوشبو والی بوٹی کی طرح ہیں کہ جو ان کو یاد کرتا ہے وہ  
دونوں جہاں میں طرح طرح کے ناموں سے مالا مال ہوتا ہے) اور اس (نظم) کی  
ناریخ بُشْرَى لِمَنْ يَنْقُصُهَا (کے حروف سے نکلتی) ہے (یعنی اس کے لئے  
خوشخبری ہو جو ان اشعار کو محفوظ اور یاد کر لے پس با کے دو اور شین کے تین سو اور  
را کے دو سو اور یا کے دس اور لام کے تیس اور میم کے چالیس اور نون کے پچاس  
اور دوسری یا کے دس اور تلم کے چار سو اور قاف کے سو اور نون کے پچاس اور حَا

کے پانچ مد ہیں اور الف کا ایک ہے۔ اس طرح کل ۱۹۸ مد ہو گئے یعنی یہ نظم ۱۹۸ مد میں تصنیف ہوئی)

فائدہ: (۱) اکٹھ شعر اس صورت میں ہیں کہ اس نظم کو رجز کامل کے قبیل سے قرار دے کر یہ کہیں کہ ہر ایک شعر دو مصرعوں پر پورا ہوتا ہے اور اگر نظم کو مشطور الرجز یعنی نصف رجز والی مان کر ہر مصرع کو ایک شعر تسلیم کر لیں تو کل اشعار ایک سو بائیس ہو جائیں گے (۲) رجز ساتویں بحر کا نام ہے اور اس کے اجزاء مُسْتَفْعِلُنْ کے وزن پر ہیں اور اس لفظ کے چھ بار دوہرائے سے شعر پورا ہوتا ہے اور یہ دو خفی سببوں یعنی دو ساکنوں سے مرکب ہے اور اس میں مفرد زحاف کے قبیل سے خبن بھی واقع ہوتا ہے اور طحی بھی خبن کے معنی ہیں۔ دوسرے ساکن کا حذف کر دینا اور طحی چوتھے ساکن کے حذف کر دینے کا نام ہے اور مرذون کے قبیل سے خجل بھی آتا ہے جس کے معنی ہیں دو ساکنوں کا جمع ہو جانا اور علل کے قبیل سے قطع بھی ہے جس کے معنی ہیں ساتویں ساکن کو حذف کر کے اس سے پہلے حرف کو ساکن کر دینا (۳) تاریخ لغت میں وقت کے معنی میں ہے اور اصطلاح کی رو سے کسی شے کے ٹٹے ایک ایسا وقت مقرر کر دینا کہ اس کے بعد جتنا بھی زمانہ گزرے اس کا حساب اسی وقت سے کیا جائے مثلاً یہ نظم ۱۹۸ مد میں لکھی گئی تو اب اس کو ایک سو پچھتر سال ہو گئے اور بعض کے قول پر تاریخ اس معین مدت کا نام ہے جو کسی ظاہر معاملہ

کے پیش آنے سے شروع ہوئی ہو اور بعض نے اس کے سوا اور تعریف بھی کی ہے اور مشہور تاریخیں پانچ ہیں: ۱۔ عربی ۲۔ قطعی ۳۔ رومی ۴۔ فارسی ۵۔ عبرانی اور ان سب میں عمدہ عربی تاریخ ہے جو ہجرت کے سترھویں سال صحابہ کے اجلہ سے اس وقت مقرر ہوئی تھی جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کا مشورہ طلب کیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ لوگوں کے لئے کوئی تاریخ مقرر کر دو کہ اسی سے اپنے معاملات کا حساب کیا کریں اور اس سے ان کے اوقات منضبط ہو جائیں پس سب نے متفق ہو کر فرمایا کہ ہجرت کے سال سے شروع کی جائے اس بنا پر کہ یہ ایسا وقت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے بخلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور پیدا ہونے کے وقت کے کہ اس میں اختلاف ہے نیز اس لئے بھی کہ ہجرت ہی کے وقت سے ملت اسلامیہ کو مضبوطی حاصل ہوئی اور پے درپے فتوحات کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا۔ اور وہ اس سال کے محرم کی پہلی تاریخ تھی اور حساب کی رو سے جمعرات کا اور چاند کے اعتبار سے جمعہ کا دن تھا غالباً جمعہ کی شب ہوگی۔

فائدہ: ہم حق تعالیٰ سے اپنے خاتمہ کی بہتری کی درخواست کرتے ہیں مقطعات کے چودہ حرف انتیس<sup>۲۹</sup> سورتوں میں آئے ہیں ان میں سے تین ہجرتیں (مسی - ق - ی) تو اُعلیٰ ہیں کہ ان میں حرف ایک ایک حرف آرہا ہے اور نو (ا اور ثورنی کے سوا چھ حوام اور ٹھ - نمل - یس - ثنائی ہیں کہ ان کے شروع میں دو دو

حرف آرہے ہیں اور تیرہ (بقدرہ)۔ آل عمران اور وعدہ کے سوا انیس سے چھک کی پانچ سو تیرا اور قصص سے آسم السجدہ تک کی پانچوں، ثلاثی ہیں کہ ان کے شروع میں تین حرف ہیں اور دو (اعراف اور وعدہ) رباعی ہیں ان میں چار چار حروف ہیں اور دو (مریم اور شوریٰ) خماسی پانچ پانچ حروف والی ہیں پس ان سورتوں کی کل پانچ قسمیں ہیں ۱۔ اُحادی اور وہ تین ہیں ۲۔ ثنائی اور وہ نو ہیں ۳۔ ثلاثی اور وہ تیرہ ہیں ۴۔ رباعی اور وہ دو ہیں۔ ۵۔ خماسی اور وہ بھی دو ہیں۔ رہا یہ کہ ان مقطعات کے معنی کیا ہیں سو اس بارہ میں علماء کے ساتھ قول ہیں: **آول**: یہ سورتوں کے نام ہیں **دوم**: ان سے انہی سورتوں کے کلمات کی طرف اشارہ ہے چنانچہ اس بارہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار قول آئے ہیں: ۱۔ **آسم** میں سے **الف** سے **الاء** اللہ اللہ کی نعمتیں اور لام سے اس کا لطف اور اس کی مہربانی اور میم سے اس کا ملک مراد ہے ۲۔ **آسرا**۔ **ختم**۔ **ت** ان تینوں کے مجموعہ سے مراد **آلترحمٰن** ہے ۳۔ **آسم**۔ **آنا** اللہ **أَعْلَمُ** کے معنی میں ہے۔ میں اللہ ہوں اور سب کچھ جانتا ہوں اور باقی فواج کو بھی اسی طرح سمجھ لو ۴۔ **الف** سے اللہ لام سے جبریل میم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ قرآن حق تعالیٰ کے یہاں سے جبریل علیہ السلام کی زبانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہے۔ **سوقم**: یہ قرآن مجید کے نام ہیں اور اسی لئے ان کے بعد ان کی



غیر میں اَلْکِتَاب اور الْقُرْآن کا ذکر آیا ہے یعنی ان کو قرآن اور کتاب  
 فرمایا ہے۔ چہ آرم: یہ حق تعالیٰ کے نام ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ  
 علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے یا کَافِلِیْنَ عَصَّ اور یا حِطَمَ عَسَقَ اِغْفِرْ لِي  
 مجھے بخشدے اور ممکن ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ اسے ان دونوں سورتوں کے نازل  
 فرمائے والے پہنچم: الف کا خراج حلق کے آخر میں ہے اور اسی سے خارج شروع  
 ہوتے ہیں اور لام زبان کے آخر سے ہے اور یہ خارج کا درمیانی مقام ہے  
 اور میم ہونٹوں سے ہے جو آخری خراج ہے پس اس میں اشارہ ہے کہ انسان  
 کے کلام کا شروع اور درمیان اور آخرتینوں حقہ اللہ کے ذکر سے پُر ہونے  
 چاہئیں۔ ششم: یہ بعید ہیں جن کا علم حق تعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہے  
 اور چاروں خلفاء سے اور دوسرے صحابہ سے بھی اسی طرح کا قول آیا ہے  
 اور ممکن ہے کہ ان حضرات کی مراد یہ ہو کہ یہ اللہ اور رسول کے آپس کے اسرار  
 اور اشارہ میں جنہیں دوسروں کو بتانا مقصود نہ ہو کیونکہ یہ بعید ہے کہ  
 کسی سے ایسے کلام کے ذریعہ خطاب کیا جائے جسے وہ سمجھتا نہ ہو۔ ہفتم:  
 بعض علماء کے ارشاد کے موافق ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے  
 کہ ان حروف کے ذریعہ حق تعالیٰ نے اپنے ان ناموں کی قسم کھائی ہے جن کے  
 شروع میں یہ حروف آ رہے ہیں پس عا سے حکیم اور حلیم اور میم سے  
 ۷ ملائک اور مجید کی قسم مراد ہے اور اسی طرح باقی حروف کو بھی سمجھ لو۔

فائدہ: ۲۔ بعض علماء نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان نورانی حروف کو چار صورتوں کے شروع میں جمع فرمایا ہے اور غالباً وہ اعراف - بعد - مگم - شوری ہیں۔ منقول ہے کہ عبدالرحمن بن عوف اپنے جس مال اسباب اور اولاد کی حفاظت چاہتے تھے اس پر ان نورانی حروف کو لکھ دیتے تھے اور بعض حضرات جب دریا کا سفر کرتے تو ان کو پڑھ لیتے تھے اور ان کے ذریعہ حق تعالیٰ سے حفاظت چاہتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ حروف خشکی اور تری میں جس جگہ بھی پڑھے جاتے ہیں ان کے پڑھنے والے کی جان اولاد اور اس کل مال سب چیزیں محفوظ رہتی ہیں اور ضائع ہونے سے اور ڈوبنے سے مامون رہتا ہے۔ غزالی رحمہ اللہ اپنی کتاب خواص القرآن میں لکھتے ہیں کہ بعض عارفین کا دستور تھا کہ جب دریا میں طوفان آتا تو سورتوں کے شروع کے حروف مقطعات کو کسی ٹمیکر پر لکھ کر دریا میں ڈال دیتے تو حق تعالیٰ کے حکم سے دریا ٹھہر جاتا اور موج کو سکون ہو جاتا تھا۔

فائدہ: ۳۔ کَلَّا پر وقت کہنے کے حکم میں یہ لفظ قرآن میں تین جگہ آیا ہے۔ جن میں سے چھ پر وقت تام ہے اور نو پر وقت وصل میں اختیار ہے اور انیس پر وقت نہیں ہے قرآن کے کسی مائش نے ان سب کو ان نو اشعار میں نظم کر دیا ہے۔

(۱) فَلَا تَوْنٌ كَلَّا قَدْ أَتَتْ وَثَلَاثَةٌ فَمَنْسُ عَلَيْنَا الْوَقْتُ تَمَّ بَيْنَ قَرَا

ترجمہ: (قرآن میں) کَلَّا تیس اور تین (یعنی تینیں) آئے ہیں۔ سو پانچ تو ایسے ہیں کہ جن پر وقف کامل ہے اس شخص کے لئے جو (ان کو) پڑھے۔

(۲) فَبِی السَّعْرَامَعَ مَرْيَمَ اَرْلَحْ فَخُذْ

وَبِی سَبَّأٍ فَاحْفَظْ وَكُنْ مُتَذَكِّرًا

ترجمہ: پس (ان پانچ میں سے) شعراء (ع و ع) اور مریم (ع) میں (دو جگہ ان دونوں سورتوں میں) چار ہیں پس تو (ان کو) لے (اور یاد کر لے) اور (پانچوں) سب (ع) میں ہے سو تو (ان سب کو) یاد بھی کر لے اور غور کر لے والا بن جا (یعنی سوچ لے کہ ابھی تینیں ہیں سے کل پانچ آئے ہیں)۔

(۳) وَتَسْعُ اٰتٰی بِنِی الْوَقْفِ وَجِهَانِ اِنْ تَشَا

عَلَيْمَنَّ قِفْ اَوْ دُرُوْنَهِنَّ مُخْتَارًا

ترجمہ: اور (ان تینیں میں سے) نو (ایسے) ہیں (جن پر) وقف کرنے کی صورت میں دو جوہ آئی ہیں (یعنی) اگر تو چاہے تو (خود نکال کے) ان (کلمات) پر وقف کر لے یا ان سے ورے (اور پہلے) کو لے پس تو ان دونوں میں (اختیار دیا ہوا ہے)۔

(۴) قَدْ اَنْلَحْ حَرْفٌ ثُمَّ حَرْفَانِ فِی سَاَلٍ

وَمُدَّ ثَرْفَانِ فِیْهَا تَقَرَّرًا

ترجمہ: قَدْ أَفْلَحَ (الْمُؤْمِنُونَ ع) جو ہے (اس میں کَلَّا کا) ایک کلمہ ہے پھر سَأَلْ (سَأَلْ ع) میں (ایک ایک جگہ) دو کلمہ ہیں اور مَدَّثَرَ جو ہے اس میں (بھی ایسے) دو لفظ ہیں جو (ع و ع میں) ثابت ہو گئے ہیں (اور یہ اس سورت کا پہلا اور تیسرا کَلَّا ہے پس دوسرے اور چوتھے پر دقت درست نہیں جیسا کہ آئندہ شعر میں تفصیل فرماتے ہیں)

(۵) فَأَوَّلُهَا حَرْفٌ كَذَا ثَالِثٌ بِهَآ  
وَأَوَّلُ حَرْفٍ فِي الْقِيَامَةِ حَسْرًا

ترجمہ: پس (مَدَّثَرَ کے جن دو پر دقت و وصل دونوں درست ہیں ان میں سے) ایک لفظ (تو) اس (سورۃ) کے شروع میں (یعنی اَزِيدَ کَلَّا میں) ہے (اور) اسی طرح اس (سورۃ) میں تیسرا (کَلَّا) ہے (جس کے بعد بَلْ لَّا ہے) اور پہلا لفظ (کَلَّا سورۃ) قیامہ میں (بھی انہی نو میں سے) لکھا گیا ہے (جن میں اختیار ہے اور یہ وہ ہے جس کے بعد لَا وَ زَرَّ ہے)

(۶) وَثَانِي تَطْفِيفٍ وَأَوَّلُ فَجْرٍ هَآ

وَفِي عَمْدٍ حَرْفٌ أَتَاكَ مُؤَثَّرًا

ترجمہ: اور (انہی نو میں سے) تطفیف کے دوسرے اور فجر کے پہلے (کَلَّا) کو بھی لیے اور یہ وہ ہیں جن کے بعد بَلْ زَانَ اور بَلْ لَّا ہے) اور

(سورہ) عند (مُحْمَزَةٍ) میں (یعنی ان میں کا) ایک (ایسا) لفظ (کَلَّا) ہے جو تیرے پاس (دل میں) اثر ڈالنے والا بن کر آیا ہے (کیونکہ وہ مال کو ہمیشہ باقی رہنے والا سمجھ لینے اور اس سے دھوکہ کھانے سے روکنے کے لئے ہے)

(۷) وَعَشْرُونَ إِلَّا وَاحِدًا تِلْكَ حَقِيقَةُ

عَلَيْهَا أَيَا مَنْ سَادَ بِالْعِلْمِ فِي النَّوْرِ

ترجمہ: اور ایک کم ہیں (یعنی انیس) ایسے ہیں جن پر تو وقف کرنے والا نہیں ہے اسے وہ شخص جو علم کے سبب مخلوق میں سردار بن گیا ہے (تو میری معرفت کو غور سے سن)

(۸) وَمَجْمُوعَهَا فِي خَمْسِ عَشْرَةِ سُورَةٍ

فَمَا كَانَ مَذْكُورًا فَلَسْتُ مُكَرَّرًا

ترجمہ: اور ان (انیس) کلمات کا مجموعہ چندہ سورتوں میں ہے پس جو (ان میں سے) ذکر کیا جا چکا ہے۔ سو میں (اس کو) دوسری بار لانے والا نہیں ہوں (بلکہ تم خود اپنی کوشش سے نکال لینا اور شمار پورا کر لینا اور یہ سب انہی سورتوں میں سے نکل آئیں گے جن کے نام اوپر آچکے ہیں)

(۹) مَعَ النَّبَاِ الْاَعْلٰی كَذٰلِكَ الْفِطْرُهَا

وَاَصْرًا وَاَلْفَمُكُمْ فَخَذَّاهُ بِلَا اَمْتِرَا

ترجمہ: (سورہ) نبا (اوپر اعلیٰ) (یعنی جس اور) انہی طرح ان (سورتوں)

میں کی انظار بھی ہے اور اقترأ (یعنی خلق) اور اَلطَّلُكُم (الشَّكَاثُرُ ان پانچ سورتوں میں کَلَّا کے گیارہ کلمات پائے جاتے ہیں وہ انہی انیس<sup>۱۹</sup> میں سے ہیں جن کا ذکر شعرے میں آیا ہے) پس تو (ان کو شعروں کے) اس (مضمون) کو شک کے بغیر لے۔

فائدہ: کَلَّا کے یہ تین کے تین کلمات قرآن کی انہی سورتوں میں موجود ہیں جن کے نام اشعار میں آئے ہیں اور جس سورۃ میں کئی جگہ ہے اس پر کئی نمبر اکٹھے لگا دئے ہیں اور غور کرنے سے اس کی تعیین بھی ہو جائے گی کہ اوپر جو تین قسمیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے کون سا کلمہ کس قسم میں داخل ہے۔

تجوید کے وہ عیوب جن سے پرہیز کرنا از حد ضروری ہے۔

۱۔ ترعید: مات اور حرکات میں آواز کا ہلانا۔ (مکروہ)

۲۔ تنقیض: حرکات کو پوری طرح ادا نہ کرنا۔ (مکروہ)

۳۔ تعجیل: اس قدر جلدی کرنا کہ حروف جدا جدا سمجھ میں نہ آئیں بلکہ گڑبڑ ہو جائیں۔ (حرام)

۴۔ تطین: یا صرہ۔ ہر ایک حرف میں غنہ کرنا اور اس کو ناک میں پڑھنا۔ (حرام)

۵۔ تہمیز: ہر ایک حرف میں ہمزہ کی آواز پیدا کرنا۔ (حرام)

۱۱۰ قَطْوِيل: ہات اور حرکات میں آواز کو حد سے زیادہ کیسیچھا (مکروہ)  
 ۱۱۱ ہَمَم: یعنی کسی حرف مخفف کو مشدد پڑنا جیسے اِنْیَہ سے  
 اِنْیَہ اور مَہِیَہ سے مَہِیَہ (حرام)  
 ۱۱۲ زَمْرَم: قرآن مجید کو گلے کے طور پر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر  
 حد تجوید سے باہر ہے تو حرام ہے۔

۱۱۳ تَرْقِیص: آواز کو بچانا اس کا مطلب یہ ہے کہ آواز کو کبھی بچی  
 کرنا اور کبھی بلند کرنا جیسے گوئیے رگنی کے قواعد کی رو سے  
 کیا کرتے ہیں اگر تجوید کی حد میں ہے تو مکروہ ورنہ  
 حرام ہے۔

۱۱۴ غَمَام: ہمزہ میں اور اسی طرح دوسرے حروف میں عین کی  
 آواز ملا دینا (حرام)

۱۱۵ رَکْزہ: بے موقع ادغام کرنا مثلاً لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا میں غین کا  
 تاف میں یا فَا صَفَّحْ عَنْهُمْ میں حَا کا عین میں یا مَاتُوا  
 وَهُمْ میں وَاو کا داو میں (حرام)

۱۱۶ تَعْوِیْق: کلمے درمیانی حرف پر وقف کر کے آگے سے شروع کر دینا (حرام)  
 ۱۱۷ تَمْضِیغ: حرفوں کو چبا کر پڑھنا۔ (مکروہ)

۱۱۸ وَشَبَہ: پہلے حرف کو نا تمام چھوڑ کر دوسرے کو پڑھنے لگنا (مکروہ)  
 (مذاہر القرآن مؤلف تاج محمد اسماعیل صاحب دہلوی)

مفت صاحبزادہ کی مفید و فائدہ پسیر کتابت لیا جائے، وہ مستند اور موثر آثار و تصانیف پر نظر توجہ فرمائیے۔ شکر و تحریک مددی سے ارشاد نمایان ہند، پاکستان میں جتیل حسد اٹان ہے۔

## تفسیر حقانی

حالیہ۔۔۔ فرخ پور شریف عہدہ لکھنؤ میں علامہ ابو عبد اللہ محمد حنفی دہلوی

ارشد فرمایا۔ تفسیر کے حالات، مباحثات، مسائل کے احکامات کے مدلل جوابات، غلطیات و کثرت قرآن، قرآنی مسائل، حاشیہ، تفسیر، تاریخی و شرعی مسائل، وراثت، اسراء، فرائض، و غیرہ کی روشنی میں حاشیہ کے درجہ کیا گئے ہیں۔

میر محمد کتب خانہ مرکز علوم و ادب

آلہ آباد کراچی

## تفہیمات

(شرح اردو)

مقامات حریری

از شیخ الاسلام مولانا ابرار علی

بہیقی و اصناف: احقر محمد علی صاحب استاذ دارالعلوم

معبین الاسلام مولانا محمد حامد صاحب۔

ارشاد کراچی: حضرت مولانا مفتی رفیع الرحمن نشاط

عثمانی مفتی دارالعلوم (دیوبند)

یہ مقامات حریری کا نہایت سلیس اردو ترجمہ و شرح ہے

(۱) اس میں مشکل الفاظ کی تشریح و توضیح برسرے سہل ہے

کی گئی ہے۔ (۲) الفاظ کی تحقیقات اور مرفوعہ موقع استفادہ

و تشبیہات اور دیگر صفاتوں کا اجراء کیا گیا ہے۔

(۳) معنی لغوی اور اصطلاحی کے اہم مناسبت بھی بیان

کی گئی۔ طبار اور شائقین ادب عربی کے لئے اپنی

زینت کی منظر و شہر ہے۔

میر محمد کتب خانہ

آلہ آباد کراچی



# میر محمد کتب خانہ کی چند قابل قدر مطبوعات معہ اداضافات مفیدہ

فقد الحدیث (اردو)	مالا بدمنہ (فارسی بہ حاشیہ اردو) عمدہ کاغذ رنگین ٹائٹل
قواندجا معہ برعجالہ تافعہ (فارسی - اردو)	مختصر خصائل نبوی (اردو) عمدہ کاغذ رنگین ٹائٹل
تالیف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی - مجلد -	مشارق الانوار فقہی ترتیب والا ایش (عربی مع اردو) گلزار کاغذ رنگین بزرگین سنہری ڈبل ڈائی -
فیوض عثمانی شرح اردو فصول اکبری	مصباح العوائل (شرح اردو شرح مائے عامل) مع شرح و ترکیب
اعلیٰ کاغذ رنگین ٹائٹل	بزرگان اردو کا دل مع اضافہ مقدمہ و حل مطالب وغیرہ -
معجز نما متوسط قرآن مجید بدو ترجمہ مع کامل تفسیر	گلزار کاغذ رنگین ٹائٹل
اردو (۵۳ خوبی والا دریا نہ ساز) عمدہ کاغذ -	مصباح اللغات (مکمل عربی اردو دشگری)
قرآن مجید عکسی مترجم شیخ الہند (کلاں ساز)	اعلیٰ کاغذ بجلد رنگین سنہری ڈبل ڈائی
قصص الانبیاء (ترجمہ اردو) خلاصہ الانبیاء	معدن الحقائق (شرح اردو) کنز الدقائق
گلزار کاغذ بجلد پشتم سنہری ڈائی	اعلیٰ کاغذ بجلد رنگین سنہری ڈبل ڈائی -
قصص القرآن مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہادی	مفتاح عربی (عربی صرف و نحو) از مولوی نعیم الرحمن ایم
کامل ۴ حصہ - اعلیٰ کاغذ (عمدہ ساز پر) بجلد رنگین	گلزار کاغذ رنگین ٹائٹل
سنہری ڈبل ڈائی	مقدمہ تاریخ ابن خلدون (اردو) عکسی ایڈیشن -
کتاب التوحید مترجم - گلزار کاغذ بجلد پشتم سنہری ڈائی بجلد	بجلد رنگین سنہری ڈائی - اعلیٰ کاغذ -
رنگین سنہری ڈائی	منینۃ الرازی فی حل السراجی گلزار کاغذ رنگین ٹائٹل -
کتاب الوسیلہ تالیف شیخ الاسلام محمد بن عبدالباق	موطا امام مالک مترجم کامل در دو جلد -
گلزار کاغذ بجلد رنگین سنہری ڈائی بجلد پشتم سنہری ڈائی	اعلیٰ کاغذ بجلد رنگین سنہری ڈائی -
کفایۃ النحوی (شرح اردو ہدایۃ النحوی) از مولانا مولوی محمد حیات	میزان العلوم (شرح اردو) سلم العلوم - گلزار کاغذ رنگین ٹائٹل
صاحب سنہری - گلزار کاغذ رنگین ٹائٹل -	نادرجو معدن خوشنویسی (اردو) مع نادر قطعات اصلا میر
گلستان سعدی (مترجم) گلزار کاغذ رنگین ٹائٹل	مشقیں - اعلیٰ گلزار کاغذ بجلد پشتم سنہری ڈائی -
لغات الحدیث (عربی - اردو)	نصیحۃ المساکین (اردو) گلزار کاغذ رنگین ٹائٹل
جلد پارچہ جلد اول (۱-۲)	انیل الامانی (شرح اردو مختصر لسانی) گلزار کاغذ بجلد رنگین
" " جلد دوم (۲-۳)	(معہ اضافات) نقشہ وغیرہ سنہری ڈبل ڈائی
" " جلد سوم (۳-۴)	

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی